369

آنکھیں

سارا شگفتہ

Scanned by CamScanner

۳۰-۸-۹۹

آنکھیں

سارا شگفتہ

فکشن ہاؤس
۱۸-مزنگ روڈ، لاہور

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب = آنکھیں
شاعرہ = سارا شگفتہ
پبلشرز = فکشن ہاؤس
18_ مزنگ روڈ، لاہور
فون :7249218, 7237430
پروڈکشن = ظہور احمد خان / رانا عبدالرحمان
معاون = ایم سرور
پرنٹرز = زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
سرورق = ریاظ
اشاعت = 1997ء
قیمت = 90 روپے

Scanned by CamScanner

شیلی بیٹی کے نام

تجھے جب بھی کوئی دُکھ دے
اُس دُکھ کا نام بیٹی رکھنا
جب میرے سفید بال
تیرے گالوں پہ آن ہنسیں، رو لینا
میرے خواب کے دُکھ پہ سو لینا
جن کھیتوں کو ابھی اُگنا ہے
اُن کھیتوں میں
مَیں دیکھتی ہوں تیری انگیا بھی

بس پہلی بار ڈری بیٹی

Scanned by CamScanner

مَیں کتنی بار ڈری بیٹی
ابھی پیڑوں میں چُھپے تیرے کمان ہیں بیٹی
میرا جنم تُو ہے بیٹی
اور تیرا جنم تیری بیٹی

تجھے نہلانے کی خواہش میں
میری پوریں خون تھوکتی ہیں

Scanned by CamScanner

فہرست

براکیتو ای صاحباں امرتا پریتم	۷
پہلا حرف سارا شگفتہ	۹
سارا شگفتہ کی ایک نظم کا تحریری عکس	۱۳
۱۔ رنگ چور	۱۵
۲۔ اے میرے سرسبز خدا	۲۰
۳۔ آنکھیں دو جڑواں بہنیں	۲۲
۴۔ سنگ میل پہروں چلتا ہے	۲۴
۵۔ پرندے کی آنکھ کھل جاتی ہے	۲۵
۶۔ چراغ جب میرا کمرہ ناپتا ہے	۲۷
۷۔ چاند کا قرض	۳۰
۸۔ نثری نظم	۳۲
۹۔ ڈال کتنے رنگ بوئے گی	۳۴
۱۰۔ قرض	۳۵
۱۱۔ ہونٹ میرے گداگر	۳۸
۱۲۔ پانیوں کی بدی	۴۲
۱۳۔ دو گھونٹ پیاس اور	۴۳
۱۴۔ رات کی دو آنکھیں	۴۴
۱۵۔ کوئی کپڑے کیسے بدل گیا	۴۸
۱۶۔ عورت اور نمک	۵۰
۱۷۔ موت کی تلاشی مت لو	۵۴
۱۸۔ آتش دان	۵۶
۱۹۔ آنکھوں کے دھاگے	۵۷
۲۰۔ باہر آدھی بارش ہو رہی ہے	۵۹
۲۱۔ مجھے پتھر کی آنکھ سے دیکھا	۶۱

Scanned by CamScanner

۲۲۔ رات چٹکی بجاتی ہے دن کی پور سے	۶۳
۲۳۔ میں اپنی دیوار کی آخری اینٹ تھی	۶۵
۲۴۔ چاند کتنا تنہا ہے	۶۸
۲۵۔ بیساکھیاں	۷۱
۲۶۔ میرے تینوں پھول پیاسے ہیں	۷۳
۲۷۔ قید خانہ شروع ہوتا ہے	۷۶
۲۸۔ گھڑی جو دیوار ہو چکی تھی	۷۹
۲۹۔ پانیوں کے دھاگے	۸۱
۳۰۔ دوسرا پہاڑ	۸۳
۳۱۔ چیونٹی بھر آٹا	۸۴
۳۲۔ یہ روز کون مرجاتا ہے	۸۷
۳۳۔ بے وطن بدن کو موت نہیں آتی	۸۹
۳۴۔ "زندگی کی کتاب کا آخری صفحہ"	۹۶
۳۵۔ آنکھیں سانس لے رہی ہیں	۹۷
۳۶۔ بدن سے پوری آنکھ ہے میری	۱۰۵
۳۷۔ پتھروں کا پیمان	۱۰۸
۳۸۔ آدھا کمرہ	۱۳۸
۳۹۔ رسیاں	۱۴۵
۴۰۔ نیند جوٹھا پانی ہوئی	۱۴۸
۴۱۔ انسانی گارے	۱۵۶
۴۲۔ کانٹے پر کوئی موسم نہیں آتا	۱۶۶
۴۳۔ سائے کی خاموشی	۱۸۲
۴۴۔ ذلت کے گرے دام تلے	۱۸۳

Scanned by CamScanner

براکیتو اِی صاحباں

صاحباں، تو نے برا کیا، ____ یہ الفاظ مرزا نے تب کہے تھے، جب اس کی صاحباں نے اس کا ترکش اس سے چھپا کر پیڑ پر رکھ دیا تھا۔ اور آج تڑپ کر یہی الفاظ میں کہہ رہی ہوں۔ جب سارا شگفتہ نے اپنی زندگی کا ترکش جانے آسمان کے کس پیڑ پر رکھ دیا ہے۔ اور خود بھی صاحباں کی طرح مر گئی ہے اور اپنا مرزا بھی مروا دیا ہے۔ ہر دوست مرزا ہی تو ہوتا ہے--- میں کتنے دنوں سے بھری آنکھوں سے سارا کی وہ کتاب ہاتھوں میں لئے ہوئے ہوں جو میں نے ہی شائع کی تھی اور احساس ہوتا ہے کہ سارا کی نظموں کو چھو کر کہیں سے میں اس کے بدن کو چھو سکتی ہوں---

کم بخت کہا کرتی تھی "اے خدا! میں بہت کڑوی ہوں، پر تیری شراب ہوں---" اور میں اس کی نظموں کو اور اس کے خطوط پڑھتے پڑھتے خدا کی شراب کا ایک ایک گھونٹ پی رہی ہوں---

یہ زمین وہ زمین نہیں تھی، یہاں وہ اپنا ایک گھر تعمیر کر لیتی اور اسی لئے اس نے گھر کی جگہ ایک قبر تعمیر کر لی۔ لیکن کہنا چاہتی ہوں کہ سارا قبر بن سکتی ہے قبر کی خاموشی نہیں بن سکتی۔ دل والے لوگ جب بھی اس کی قبر کے پاس جائیں گے ان کے کانوں میں سارا کی آواز سنائی دے گی۔ میں تلاوت کے لئے انسانی صحیفہ چاہتی ہوں---

وہ تو ضمیر سے زیادہ جاگ چکی تھی۔ پر اس دنیا میں جس کے پاس بھی ضمیر ہے، اس کے ضمیر کے کان ضرور ہوں گے۔ اور وہ ہمیشہ اس کی آواز سن پائیں گے کہ میں تلاوت کے لئے انسانی صحیفہ چاہتی ہوں--- میں نہیں جانتی کہ یہ انسانی صحیفہ کب لکھا جائے گا، پر یہ ضرور جانتی ہوں کہ اگر آج کا اتہاس (تاریخ) خاموش ہے تو آنے والے کل کا اتہاس ضرور گواہی دے گا کہ انسانی صحیفہ لکھنے کا الہام صرف سارا کو ہوا تھا---

Scanned by CamScanner

اتہاس گواہی دے گا کہ سارا خود اس انسانی صحیفہ کی پہلی آیت تھی--- اور آج دنیا کے ہم سب ادیبوں کے سامنے وہ کورے کاغذ بچھا گئی ہے کہ جس کے پاس سچ مچ کے قلم ہیں، انہیں انسانی صحیفہ کی اگلی آئتیں لکھنی ہوں گی---

اچانک دیکھتی ہوں ___ میری کھڑکی کے پاس کچھ چڑیاں چہچہا رہی ہیں اور چونک جاتی ہوں۔ ارے! آج تو سارا کا جنم دن ہے--- جب اس سے ملاقات ہوئی تھی تو اپنے جنم دن کی بات کرتے ہوئے اس نے کہا تھا--- پنچھیوں کا چہچہانا ہی میرا جنم دن ہے--- سارا! دیکھ! امروز نے ہمارے گھر کے آنگن کی سب سے بڑی دیوار پر چڑیوں کے سات گھونسلے بنا دیئے ہیں--- اور اب وہاں چڑیاں دانا کھانے بھی آتی ہیں اور لکڑی کے چھوٹے چھوٹے سفید گھونسلوں میں تنکے رکھتی ہوئیں جب وہ چھوٹے چھوٹے پنکھوں سے اڑتی کھیلتی چہچہاتی ہیں--- تو کائنات میں یہ آواز گونج جاتی ہے کہ آج سارا کا جنم دن ہے---

کم بخت نے خود ہی کہا تھا۔"میں نے پگڈنڈیوں کا پیرہن پہن لیا ہے" لیکن اب کس سے پوچھوں کہ اس نے آسمان کی پگڈنڈیوں کا پیرہن پہن لیا ہے۔ لیکن--- اور اس "لیکن" کے آگے کوئی لفظ نہیں ہے، صرف آنکھوں کے آنسو ہیں---

امرتا پریتم

Scanned by CamScanner

پہلا حرف

آج سے پانچ برس پہلے کہنے کو ایک شاعر میرے ساتھ فیملی پلاننگ میں سروس کرتا تھا۔ میں بہت با نماز ہوتی تھی گھر سے آفس تک راستہ بڑی مشکل سے یاد کیا تھا۔ لکھنے پڑھنے سے بالکل شوق نہیں تھا۔

اتنا ضرور پتہ تھا۔ شاعر لوگ بڑے لوگ ہوتے ہیں۔

ایک شام۔ شاعر صاحب نے کہا۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ پھر ایک روز ریستوراں میں ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا شادی کروگی؟ دوسری ملاقات میں شادی طے ہو گئی۔

اب قاضی کے لئے پیسے نہیں تھے۔ میں نے کہا۔ آدھی فیس تم قرض لے لو اور آدھی فیس میں قرض لیتی ہوں۔ چونکہ گھر والے شریک نہیں ہوں گے میری طرف کے گواہ بھی لیتے آنا۔

ایک دوست سے میں نے ادھار کپڑے مانگے اور مقررہ جگہ پر پہنچی اور نکاح ہوگیا۔

قاضی صاحب نے فیس کے علاوہ مٹھائی کا ڈبہ بھی منگوا لیا تو ہمارے پاس چھ روپے بچے۔

باقی جھونپڑی پہنچتے پہنچتے، دو روپے، بچے۔ میں لالٹین کی روشنی مین گھونگھٹ کاڑھے بیٹھی تھی۔

شاعر نے کہا، دو روپے ہوں گے، باہر میرے دوست، بغیر کرائے کے بیٹھے ہیں۔ میں نے دو روپے دے دیئے۔ پھر کہا! ہمارے ہاں بیوی نوکری نہیں کرتی۔ نوکری سے بھی ہاتھ دھوئے۔

گھر میں روز تعلیم یافتہ شاعر اور نقاد آتے اور ایلیٹ کی طرح بولتے۔ کم از کم میرے خمیر میں علم کی وحشت تو تھی ہی لیکن اس کے باوجود کبھی کبھی بھوک برداشت

Scanned by CamScanner

نہ ہوتی۔

"روز گھر میں فلسفے پکتے اور ہم منطق کھاتے!"

ایک روز جھونپڑی سے بھی نکال دیئے گئے۔ یہ بھی پرائی تھی۔ ایک آدھا مکان کرائے پر لیا۔ میں چٹائی پر لیٹی دیواریں گنا کرتی۔

"اور اپنے جہل کا اکثر شکار رہتی"

مجھے ساتواں مہینہ ہوا۔ درد شدید تھا اور بان کا درد بھی شدید تھا۔ علم کے غرور میں آنکھ جھپکے بغیر چلا گیا۔ جب اور درد شدید ہوا تو مالک مکان میری چیخیں سنتی ہوئی آئی اور مجھے ہسپتال چھوڑ آئی۔ "میرے ہاتھ میں درد اور پانچ کڑکڑاتے نوٹ تھے"

تھوڑی دیر کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ سردی شدید تھی اور ایک تولیہ بھی بچے کو لپیٹنے کے لئے نہیں تھا۔

ڈاکٹر نے میرے برابر سٹریچر پر بچے کو کو لٹا دیا۔

"پانچ منٹ کے لئے بچے نے آنکھیں کھولیں۔

اور کفن کمانے چلا گیا"

بس! جب سے میرے جسم میں آنکھیں بھری ہوئی ہیں۔ Sister وارڈ میں مجھے لٹا گئی۔ میں نے سسٹر سے کہا میں گھر جانا چاہتی ہوں کیوں کہ گھر میں کسی کو علم نہیں کہ میں کہاں ہوں۔ اس نے مجھے بے باکی سے دیکھا اور کہا' تمہارے جسم میں ویسے بھی زہر پھیلنے کا ڈر ہے۔ تم بستر پر رہو۔ لیکن اب آرام تو کہیں بھی نہیں تھا۔

"میرے پاس مردہ بچہ اور پانچ روپے تھے!"

میں نے سسٹر سے کہا' میرے لئے اب مشکل ہے ہسپتال میں رہنا۔ میرے پاس فیس کے پیسے نہیں ہیں میں لے کر آتی ہوں۔ بھاگوں گی نہیں۔

"تمہارے پاس میرا مردہ بچہ امانت ہے" اور سیڑھیوں سے اتر گئی۔ مجھے 105 ڈگری بخار تھا۔ بس میں سوار ہوئی گھر پہونچی۔ میرے پستانوں سے دودھ بہہ رہا تھا۔ میں نے دودھ گلاس میں بھر کر رکھ دیا۔ اتنے میں شاعر اور باقی منشی حضرات تشریف لائے۔ میں نے شاعر سے کہا' "لڑکا پیدا ہوا تھا مر گیا ہے"

اس نے سرسری سنا اور اپنے نقادوں کو بتایا

Scanned by CamScanner

کمرے میں دو منٹ خاموشی رہی اور تیسرے منٹ گفتگو شروع ہو گئی!

فرائڈ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے!

راں بو کیا کہتا ہے؟

سعدی نے کیا کہا ہے؟

اور وارث شاہ بہت بڑا آدمی تھا۔

یہ باتیں تو روز ہی سنتی تھی لیکن آج لفظ کچھ زیادہ ہی صاف سنائی دے رہے تھے۔ مجھے ایسا لگا!

"جیسے یہ سارے بڑے لوگ تھوڑی دیر کے لئے میرے لہو میں رکے ہوں" اور راں بو اور فرائڈ میرے رحم سے میرا بچہ نوچ رہے ہوں۔ "اس روز علم میرے گھر پہلی بار آیا تھا اور میرے لہو میں قہقہے لگا رہا تھا۔" میرے بچے کا جنم دیکھو!!!

چنانچہ ایک گھنٹے کی گفتگو رہی اور خاموشی آنکھ لٹکائے مجھے دیکھتی رہی۔ یہ لوگ علم کے نالے عبور کرتے کمرے سے جدا ہو گئے۔

"میں سیڑھیوں سے ایک چیخ کی طرح اتری" اب میرے ہاتھ میں تین روپے تھے۔ میں ایک دوست کے ہاں پہنچی اور تین سو روپے قرض مانگے۔ اس نے دے دیئے پھر اس نے دیکھتے ہوئے کہا!

کیا تمہاری طبیعت خراب ہے؟

میں نے کہا بس مجھے ذرا سا بخار ہے۔ میں زیادہ دیر رک نہیں سکتی۔ پیسے کسی قرض خواہ کو دینے ہیں۔ "وہ میرا انتظار کر رہا ہو گا۔"

ہسپتال پہنچی۔ بل 295 روپے بنا "اب میرے پاس مردہ بچہ اور پانچ روپے تھے۔" میں نے ڈاکٹر سے کہا۔

آپ لوگ چندہ اکٹھا کر کے بچے کو کفن دیں۔ اور اس کی قبر کہیں بھی بنا دیں۔ میں جا رہی ہوں۔

"بچے کی اصل قبر تو میرے دل میں بن چکی ہے"

میں پھر دوہری چیخ کے ساتھ سیڑھیوں سے اتری اور ننگے پیر سڑک پہ دوڑتی ہوئی بس میں سوار ہوئی۔

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر نے سمجھا شاید صدمے کی وجہ سے میں ذہنی توازن کھو بیٹھی ہوں۔ کنڈیکٹر نے مجھے سے ٹکٹ نہیں مانگا اور لوگ بھی ایسے ہی دیکھ رہے تھے۔ میں بس سے اتری، کنڈیکٹر کے ہاتھ پر پانچ روپے رکھتے ہوئے، چل نکلی۔ گھر؟ گھر! گھر پہنچی۔

گلاس میں دودھ رکھا ہوا تھا۔

"کفن سے بھی زیادہ اجلا"

میں نے اپنے دودھ کی قسم کھائی۔ شعر میں لکھوں گی، شاعری میں کروں گی، میں شاعرہ کہلاؤں گی۔ "لیکن تیسری بات جھوٹ ہے، میں شاعرہ نہیں ہوں۔ مجھے کوئی شاعرہ نہ کہے۔ شاید میں کبھی اپنے بچے کو کفن دے سکوں۔

آج چاروں طرف سے شاعرہ! شاعرہ! کی آوازیں آتی ہیں۔ لیکن ابھی تک کفن کے پیسے پورے نہیں ہوئے۔

سارا شگفتہ

Scanned by CamScanner

سارا شگفتہ کی ایک نظم کا تحریری عکس

موت کی تلاشی مت لو

بادلوں میں ہی مری تو بارش مر گئی
ابھی ابھی میت خوشی لباس تھا وہ
میری خطا کر بیٹھا.......
کوئی جائے تو چلی جاؤں
کوئی آئے تو رخصت ہو جاؤں :
میرے ہاتھوں میں کوئی دل مر گیا ہے
موت کی تلاشی مت لو
انسان سے پہلے موت زندہ تھی :
ٹوٹنے والے زمین پر رہ گئے
میں پہلے سے گرا ہوا سایہ ہوں
آواز سے پہلے گھٹ نہیں سکتی
میری آنکھوں میں کوئی دل مر گیا ہے.......

سارا شگفتہ

رنگ چور

لو شام ہو رہی ہے

اور اُس نے ہمارے چہرے چوری کرنے شروع کر دیئے ہیں

تم چھوٹے چور ہو

میں چھوٹا چور نہیں

سمندر میں اُترا

تو سمندر نے میرے کپڑوں کا کوئی رنگ نہ چُرایا

ہاں تھوڑے سے میرے سانس ضرور

اُس نے چوری کر لئے تھے

معلوم ہوتا ہے یہ بھی چور ہے

Scanned by CamScanner

تم نے کبھی مٹی میں غوطہ لگایا ہے

مٹی چوری کرنا بڑا مشکل کام ہے

اگر میں نے مٹی میں غوطہ لگایا

تو وہ میرے سارے سانس چوری کرلے گا

تو پھر یہ بندہ چور چور نہیں رہے گا

راستے میں تو کئی راہیں رنگی ہوئی ہیں

اور اَن دیکھے نے بعض جگہ

ایک ہی رنگ رنگا ہوا ہے

تم غاروں کے رنگ چوری کرسکتے ہو

سچ پوچھو تو سب سے بڑا رنگ چور سُورج ہے

رنگ تک پہنچتے پہنچتے یہ تمھیں کئی رنگ دِکھا جائے گا

دیکھنا آئینے میں ہماری آنکھیں ایک سی تو نہیں لگ رہیں!

کبھی ہوا کو بھی شیشہ کہتے ہیں:

دیکھ! ہوا تیرے کپڑے بھی پکڑ رہی ہے اور میرے بھی

کہیں یہ بھی تو چور نہیں

Scanned by CamScanner

تم چوری کرنے نکلے ہو کہ رنگ ہونے :

دیکھو! سمندر جب پتّھر کی سطح پر آتا ہے

تو سفید ہو جاتا ہے

اور ہوا جب پیڑوں پہ چڑھ

ناچتی ہے تو ہری ہو جاتی ہے

آدمی جب روتا ہے

اپنے آنسوؤں میں ڈوب جاتا ہے

اُس وقت تم آدمی کا کوئی رنگ چوری نہیں کر سکتے

بتاؤ

آسمان کا رنگ زمین پہ کیسے اُترا

تمہیں اتنی باریکیاں بتا دوں

تو خود چوری ہو جاؤں

چوری کرو پہلے اِس پتّھر کا رنگ بھی

اِس کو جتنا توڑتا ہوں

ایک ہی رنگ کی آواز دیتے ہیں یہ پتّھر،

Scanned by CamScanner

اور رنگ چُورہ چُورہ ہو جاتے ہیں
پانی بھی اپنا رنگ نہیں نکال رہا،
کہیں یہ بھی روتا ہوا آدمی تو نہیں
ٹُوٹے پھُول کی گفتگو بھی خنجر ہو گئی ہے
جو پھُول شام میں توڑے تھے
اُنہیں رات کے اندھیروں نے کالا کر دیا ہے

"آہستہ آہستہ چلو
ہماری آہٹ پاکر کوئی رنگ چُھپ نہ جائے"
یہ آگ بُجھ نہیں سکتی
آگ بُجھ گئی تو تم چور نہیں رہو گے
اندھیرے روشنیاں چوری کرتے ہیں
یہ خود چور ہوتے ہیں.....
میں نے چوری نہ کی تو میرا گھر بے انگارہ رہ جائے گا
میری روٹی کا رنگ سفید پڑ جائے گا

Scanned by CamScanner

میری بھوک رنگ رنگ پکارے گی :
مجھے ٹوٹے پھولوں کے پاس لے جائے گی
اور پھول جانتے ہیں کہ میں چور ہوں
جب آنکھوں کی کینچلی چوری ہو جاتی ہے
انسان ایسے ہی رنگ چوریاں کرنے نکل کھڑا ہوتا ہے

میں نے سمندر کا رنگ چرایا تھا تو فرش بنایا تھا
آنکھوں کے رنگ چرائے تھے تو دیواریں بنائی تھیں
سورج کا رنگ چرایا تھا تو چھاؤں بنائی تھی
بھوک کا رنگ چرایا تھا تو چولہا بنایا تھا
چنگلی کا رنگ چرایا تھا تو کپڑے سلوائے تھے
اور جب آگ کا رنگ چوری کیا
تو میری روٹی کچی رہ گئی
پتھر خاموش ہو جاتے ہیں
اور دیئے کی لو
خلا کو پھر سے جلانا شروع کر دیتی ہے

Scanned by CamScanner

اے میرے سرسبز خُدا

بین کرنے والوں نے
مجھے اَدھ کھلے ہاتھ سے قبول کیا
انسان کے دو جنم ہیں
پھر شام کا مقصد کیا ہے
میں اپنی نگرانی میں رہی اور کم ہوتی چلی گئی
کتّوں نے جب چاند دیکھا
اپنی پوشاک بھول گئے
مَیں ثابت قدم ہی ٹُوٹی تھی
اب تیرے بوجھ سے دھنس رہی ہوں
تنہائی مجھے شکار کر رہی ہے

Scanned by CamScanner

اے میرے سرسبز خدا
خزاں کے موسم میں بھی مَیں نے تجھے یاد کیا
قاتل کی سزا مقتول نہیں
غیب کی جنگلی بیل کو گھر تک کیسے لاؤں
پھر آنکھوں کے ٹاٹ پہ مَیں نے لکھّا
میں آنکھوں سے مرتی
تو قدموں سے زندہ ہو جاتی

Scanned by CamScanner

آنکھیں دو جُڑواں ہنیں

جب ہمارے گناہوں پہ وقت اُترے گا
بندے کھرے ہو جائیں گے
پھر ہم توبہ کے ٹانکوں سے
خدا کا لباس سئیں گے
تم نے سمندر رہن رکھ چھوڑا
اور گھونسلوں سے چُرایا ہوا سونا
بچے کے پہلے دِن پہ مَل دیا گیا

تم دُکھ کو پیوند کرنا
میرے پاس اُدھار زیادہ ہے اور دوکان کم

Scanned by CamScanner

آنکھیں دو جُڑواں بہنیں
ایک میرے گھر بیاہی گئی دوسری تیرے گھر
ہاتھ دو سوتیلے بھائی
جنھوں نے آگ میں پڑاؤ ڈال رکھا ہے

Scanned by CamScanner

سنگِ میل پہروں چلتا ہے

آسمان کے سینے میں غم چرخا کات رہا ہے
سنگِ میل
پہروں چلتا ہے اور ساکت ہے
رات مجھ سے پہلے جاگ گئی ہے :
لباس پر پڑے ہوئے دھبّے
میرے بچّوں کے دُکھ تھے

میرے لہو کو تنہائیاں چاٹ رہی ہیں
شہر کی منڈیر سے تنکے چُرائے تھے
سُورج نے دُکھ بنا دیئے
میرے سپنوں کا داغ آنکھیں ہیں
میری قبر مجھے چھُپ کر دیکھ رہی ہے

Scanned by CamScanner

پرندے کی آنکھ کھل جاتی ہے

کسی پرندے کی رات پیڑ پر پھڑپھڑاتی ہے

رات، پیڑ اور پرندہ

اندھیرے کے یہ تینوں راہی

ایک سیدھ میں آکھڑے ہوتے ہیں

رات اندھیرے میں پھنس جاتی ہے

رات تُو نے میری چھاؤں کیا کی!

جنگل چھوٹا ہے

اِس لئے تمہیں گہری لگ رہی ہوں

Scanned by CamScanner

گہرا تو میں پرندے کے سو جانے سے ہوا تھا
میں روز پرندے کو دِلاسہ دینے کے بعد
اپنی کمان کی طرف لَوٹ جاتی ہوں
تیری کمان کیا صُبح ہے
میں جب مری تو میرا نام رات رکھ دیا گیا

اب میرا نام فاصلہ ہے
تیرا دوسرا جنم کب ہوگا
جب یہ پرندہ بیدار ہوگا
پرندے کا چہچہانا ہی میرا جنم دن ہے
فاصلہ اور پیڑ ہاتھ مِلاتے ہیں
اور پرندے کی آنکھ کُھل جاتی ہے

Scanned by CamScanner

چراغ جب میرا کمرہ ناپتے ہیں

چراغ نے پھول کو جنم دینا شروع کر دیا ہے

دور، بہت دور میرا جنم دن رہتا ہے

آنگن میں دھوپ نہ آئے تو سمجھو

تم کسی غیر آباد علاقے میں رہتے ہو

مٹی میں میرے بدن کی ٹوٹ پھوٹ پڑی ہے

ہمارے خوابوں میں چاپ کون چھوڑ جاتا ہے

رات کے سناٹے میں ٹوٹتے ہوئے چراغ

رات کی چادر پہ پھیلتی ہوئی صبح

میں بکھری پتیاں اٹھاتی ہوں

تم سمندر کے دامن میں

Scanned by CamScanner

کسی بھی لہر کو اُتر جانے دو
اور پھر جب انسانوں کا سناٹا ہوتا ہے
ہمیں مرنے کی مہلت نہیں دی جاتی
کیا خواہش کی میان میں
ہمارے حوصلے رکھے ہوئے ہوتے ہیں
ہر وفادار لمحہ ہمیں چُرا لے جاتا ہے
رات کا پہلا قدم ہے
اور میں پیدل ہوں
بیساکھیوں کا چاند بنانے والے
میرے آنگن کی چھاؤں لُٹ چکی
میری آنکھیں مَرے ہوئے بچّے ہیں
اور پھر میری ٹوٹ پھوٹ
سمندر کی ٹوٹ پھوٹ ہو جاتی ہے
میں قریب سے نکل جاؤں
کوئی سمت سفر کی پہچان نہیں کر سکتی

Scanned by CamScanner

شام کی ٹوٹی منڈیر سے

ہمارے طلاطم پہ

آج رات کی ترتیب ہو رہی ہے

مسافر اپنے سنگِ میل کی حفاظت کرتا ہے

چراغ کمرہ ناپتا ہے

اور غم میرے دل سے جنم لیتا ہی ہے

زمین حیرت کرتی ہے

اور ایک پیڑ اُگا دیتی ہے

Scanned by CamScanner

چاند کا قرض

ہمارے آنسوؤں کی آنکھیں بنائی گئیں
ہم نے اپنے اپنے تلاطم سے رسہ کشی کی
اور اپنا اپنا بین ہوئے
ستاروں کی پُکار آسمان سے زیادہ زمین سُنتی ہے
میں نے موت کے بال کھولے
اور جھوٹ پہ دراز ہوئی
نیند آنکھوں کے کنچے کھیلتی رہی
شام دوغلے رنگ سہتی رہی
آسمانوں پہ میرا چاند قرض ہے

Scanned by CamScanner

میں موت کے ہاتھ میں ایک چراغ ہوں
جنم کے پہیئے پر موت کی رتھ دیکھ رہی ہوں
زمینوں میں میرا انسان دفن ہے
سجدوں سے سر اُٹھالو
موت میری گود میں ایک بچّہ چھوڑ گئی ہے

Scanned by CamScanner

نثری نظم

شاعری جھنکار نہیں جو تال پر ناچتی رہے

گیا وقت

جب خواجہ سرا ٹوٹی کمان ہوتے تھے

اور موت پر تالیاں پیٹا کرتے تھے

پازیب پہن کر میدان میں نہیں بھاگ سکتے

یہ کہیں بھی ساتھ چھوڑ سکتی ہے

غار میں چُنی چُنائی جگہ ہے

دار ہے، بامشقت قیدی ہے

لیکن نظم میں نہ غار ہے

Scanned by CamScanner

نہ دار ہے، نہ مشقت ہے

پھر بھی ایک قید ہے .....

جب ہم زمینوں کو پڑھنے نکلتے ہیں

تو چرند پرند کی ضرورت نہیں رہتی

انسان کی پہلی آنول نال اذیّت ہے

کھیل تو کھلنڈرا ہی کھیلتا ہے

Scanned by CamScanner

ڈال کتنے رنگ بوئے گی

کون جانے ڈال کتنے رنگ بوئے گی
پر ہماری قبر ہمیں بوتی نہیں
ورنہ گدائی کے طور پر
کشکول اور رات میں سمجھوتہ ہو چکا تھا
اجل کی ڈبیا میں خواہش بند ہے

سارے موسم مجھ سے شروع ہوتے ہیں
زمین دریاؤں کے کھوج لگانے کو چلی
میں اپنے ربّ کا خیال ہوں
اور مری ہوئی ہوں

Scanned by CamScanner

قرض

میرا باپ ننگا تھا
میں نے اپنے کپڑے اُتار کر اُسے دے دئے
زمین بھی ننگی تھی

میں نے اُسے
اپنے مکان سے داغ دیا
شرم بھی ننگی تھی میں نے اُسے آنکھیں دیں
پیاس کو لمس دیئے
اور ہونٹوں کی کیاری میں
جانے والے کو بو دیا
موسم چاند لئے پھر رہا تھا
میں نے موسم کو داغ دے کر چاند کو آزاد کیا

Scanned by CamScanner

چتا کے دُھویں سے میں نے انسان بنایا
اور اُس کے سامنے اپنا من رکھا
اُس کا لفظ جو اُس نے اپنی پیدائش پہ چُنا
اور بولا !
میں تیری کوکھ میں ایک حیرت دیکھتا ہوں

میرے بدن سے آگ دُور ہوئی
تو میں نے اپنے گُناہ تاپ لئے
میں ماں بننے کے بعد بھی کنواری ہوئی
اور میری ماں بھی کنواری ہوئی
اب تم کنواری ماں کی حیرت ہو
میں چتا پہ سارے موسم جلا ڈالوں گی
میں نے تجھ میں رُوح پھونکی
میں تیرے موسموں میں چٹکیاں بجانے والی ہوں

Scanned by CamScanner

مٹّی کیا سوچے گی
مٹّی چھاؤں سوچے گی اور ہم مٹّی کو سوچیں گے
تیرا انکار مجھے زندگی دیتا ہے

ہم پیڑوں کے عذاب سہیں
یا دُکھوں کے پھٹے کپڑے پہنیں

Scanned by CamScanner

ہونٹ میرے گداگر

زمین میری تھکن سے بھی چھوٹی ہے
لگام سفر سے زیادہ ہے
سو بے ارادہ ہے
میں بہت ہنسنا چاہتی ہوں
لیکن پھر شاید میرے ہونٹ جھوٹے ہو جائیں
میں تو اُسی وقت ڈر گئی تھی
جب میرا باپ میری ماں کے ساتھ
قہقہہ لگانے میں مصروف تھا
سارے قدم رُخصت ہو چکے ہیں
اور ساری آنکھیں بھنبھنا رہی ہیں

Scanned by CamScanner

میں آواز کا بدن توڑتی ہوں
میں کتنے گاروں سے بنی تھی
کون خوف کے کنویں کھود جاتا ہے
تمہیں دیکھ کر تو مجھے اپنی پستیاں یاد آجاتی ہیں
لہو کی ٹھیکری میرے کھیل بگاڑتی ہے
اور چھاؤں سے سُورج اُڑ جاتا ہے
میرا آخری قیام ہے اور لوگ راز داری میں مصروف ہیں
میں مکمل طور پر ہنس چکی ہوں
بدن کا چاک در نہیں داغ سکتا
وہ چائے کی پیالی آج تک مَیں نہیں اُنڈیل سکی
جو مُردہ دودھ سے بنائی گئی تھی
صُبح و شام پرندے بدن سے اُڑتے ہیں
اور رات بھر پرواز میں سوتے ہیں
عالموں نے میری فال نکالی
اور میرا نام سرائے رکھا

Scanned by CamScanner

دُنیا ہر ایک فرد کے بعد تیسری ہوتی ہے
اور دوسرا فرد غائب ہو جاتا ہے

سائے زمین کا مذہب تھے
اور پانیوں میں بَل ڈالنے کے بعد
رَسّی زمین پہ رہن رکھ دی جاتی ہے
مجھے دیکھنے سے پہلے یہ سارے لوگ شفاف تھے
پھر مَیں نے ان کا خمیر گوندھا اور نمک سے کہا چکھ
آگ کی تلاش میں میرے کئی چراغ بچھڑ گئے
وفاداری کی گلیوں میں کُتیا کم
اور کُتا زیادہ مشہور ہے
مالکوں کو مَیں اپنے فٹ پاتھ کا نمبر لکھ دوں
کہ سرِ شام سُورج انکار کرنے لگتا ہے
میرے گھر کی سلاخوں سے
کتنے کتّوں کی زنجیریں بنتی ہیں

Scanned by CamScanner

میں اپنی تلافی میں تمہیں شریک نہیں کروں گی
انسان دوسری غلطی کبھی نہیں کرتا
میں پھر خدا کو تیسری بار دُہراتی ہوں
کھلونے کا مقدر زیادہ سے زیادہ ٹوٹنا ہے

Scanned by CamScanner

پانیوں کی بدی

پانیوں کی کمانیں
کیا سمندر شکار کرتی ہیں
مَیں چاند بھر روتی ہوں
اور رنگ ساز کے پاس سوتی ہوں

Scanned by CamScanner

دو گھونٹ پیاس اور

بھوک کے چھونے سے وہ بیدار ہوئی
ٹہنیوں کے ٹوٹنے کی صدا پہ
دو گھونٹ پیاس اور
خدا بھوک کے بھی کتنے ذائقے رکھتا ہے
مالی! وہ پھول میری گڑیا کے رنگ کا ہے
اور سورج مکھی میں تو تو نے میرے بال بو رکھے ہیں
کالے گلاب جیسے میرے جوتے ہیں
اور یہ سفید پھول میری روٹی کے رنگ کا ہے

Scanned by CamScanner

رات کی دو آنکھیں

گھڑی میں اِس وقت رات کی دو آنکھیں ہیں
عورت تو انسان کو جنم دینے کے بعد بھی
کھری نہیں ہوتی
رات انسانی سرائے میں خرچ ہو گئی
اپنے اپنے بس کی بات ہے
یا اپنے اپنے روگ کی
اپنی اپنی سطح کا سمندر ہے
تنہائی اتنے حرام کے بچّے جنتی ہے
کہ ایک ایک کو بیاہنے کے لئے
وقت کو ہلاک کرنا پڑتا ہے

Scanned by CamScanner

میں چلنا چاہتی ہوں

یہ اپاہج رنگ ہی تو جاگ رہا ہے

خوف کی ہر گلک توڑتی ہوں

کبھی زیادہ ہو جاتی ہوں اور کبھی کم

پندرہ منٹ پہ گھر ہے

کوئی نہ کوئی کاندھا دینے آ ہی جاتا ہے

مُردے سمجھتے ہیں

عورت سے اچھی کوئی قبر نہیں ہوتی

دروازے کو آزاد کرتے ہی

میرا گھر شروع ہوتا ہے

وطن سے نکلتی ہوں تو زمین شروع ہو جاتی ہے

زمین سے نکلتی ہوں تو وطن شروع ہو جاتا ہے

لباسوں کے رنگ بھی تو جسم پہ رنگ چھوڑتے ہیں

میری روشنی سگنل سے بھی کم تھی

پہلو بدل بدل کے شاید کھری ہو جاؤں

Scanned by CamScanner

مجھے ناخنوں میں پھنسے لوگ پسند نہیں

مُنہ کالا ہونے سے تو بہتر ہے

زبان سفید پڑ جائے

ابھی تک تو گندمی رنگ کہلاتا ہے

چراغ تو میری ماں کے زمانے میں دہکتے تھے

ہم بات بات پر تقسیم ہوتے رہتے ہیں

سفر کے لئے قطار میں بے ایمانی کرتی ہوں

گڑبڑ یا کچھ مدھم مدھم سی لگ رہی ہے

میری بیٹی کی عمر گھٹ رہی ہے

وقت سوتا کہاں ہے

کبھی مجھے گھٹاتا ہے

اور کبھی پُورے دنوں کے بعد بھی

شِیر چکھنے نہیں آتا

بس روٹی بدن کو کھنگال کے کھا رہی ہوں

Scanned by CamScanner

اور فاصلوں کا بین کیسے کرتی
سُہاگنیں تک اپنی بیٹیوں کو رُخصت کر دیتی ہیں
میں تو پھر تمغے رکھتی ہوں
حالانکہ اپاہج بچّہ تک میرے پاس نہیں
ڈر کے اتنے نخرے ہیں
کہ خواجہ سرا رات بھر تنگ کرتے ہیں
اور بار بار بھول جاتی ہوں
کہ کتّا ہڈی دیر تک چباتا ہے

میں اِس جسم کو تھوک دوں گی
کہ آخری گالی تک میں نے صبر کا وعدہ کیا تھا
اور جہاں گواہی ہو وہاں انسان کا کیا کام

Scanned by CamScanner

کوئی کپڑے کیسے بدل گیا

میں اپنے لباس پھینکتی جا رہی ہوں
شاید کوئی ٹھٹھر رہا ہو
کل تمہیں بانٹ دے گی
اور مٹّی پہ کوئی سیدھی راہ نہیں ہے
چراغ نے چغلی سیکھی
اور قطار میں فاصلہ رکھا
وہ وہیں رہ گیا جہاں سے مجھے چلنا تھا
داغ کس کی چتا پہ جلیں گے
ٹوٹے کھلونے ہاتھوں سے آزاد ہیں

Scanned by CamScanner

کھیل میدانوں میں رہنے لگے
بین رسیوں پہ بجائی جانے لگی
پرندوں کے چہچہانے میں بَل پڑ گئے ہیں
میں کفن ہارنے چلی تھی
اور مٹّی دریافت کر بیٹھی
دیواروں میں اینٹیں مرنے لگیں
میں اُتری ہوں
تمہارے قدم کیوں گھٹ رہے ہیں
دار نے رہائی پائی کوئی نئی سزا تقسیم کرو
لہو میں آواز رہ گئی
کوئی کیسے کپڑے بدل گیا

Scanned by CamScanner

عورت اور نمک

عزّت کی بہت سی قسمیں ہیں
گھونگھٹ، تھپڑ، گندم
عزّت کے تابوت میں قید کی میخیں ٹھونکی گئی ہیں
گھر سے لے کر فٹ پاتھ تک ہمارا نہیں
عزّت ہمارے گزارے کی بات ہے
عزّت کے نیزے سے ہمیں داغا جاتا ہے
عزّت کی کنی ہماری زبان سے شروع ہوتی ہے
کوئی رات ہمارا نمک چکھ لے
تو ایک زندگی ہمیں بے ذائقہ روٹی کہا جاتا ہے

Scanned by CamScanner

یہ کیسا بازار ہے

کہ رنگ ساز ہی پھیکا پڑا ہے

خلا کی ہتھیلی پہ پتنگیں مر رہی ہیں

مَیں قید میں بچّے جنتی ہوں

جائز اولاد کے لئے زمین کھلنڈری ہونی چاہئے

تم ڈر میں بچّے جنتی ہو اِسی لئے آج تمہاری کوئی نسل نہیں

تم جسم کے ایک بند سے پکاری جاتی ہو

تمہاری حیثیت میں تو چال رکھ دی گئی ہے

ایک خوبصورت چال

جُھوٹی مُسکراہٹ تمہارے لبوں پہ تراش دی گئی ہے

تم صدیوں سے نہیں روئیں

کیا ماں ایسی ہوتی ہے

تمہارے بچّے پھیکے کیوں پڑے ہیں

تم کس کنبے کی ماں ہو

Scanned by CamScanner

ریپ کی۔ قید کی۔ بٹے ہوئے جسم کی
یا اینٹوں میں چُنی ہوئی بیٹیوں کی
بازاروں میں تمہاری بیٹیاں
اپنے لہو سے بھوک گوندھتی ہیں
اور اپنا گوشت کھاتی ہیں
یہ تمہاری کونسی آنکھیں ہیں
یہ تمہارے گھر کی دیوار کی کونسی چُنائی ہے
تم نے میری ہنسی میں تعارف رکھا
اور اپنے بیٹے کا نام سکّۂ رائج الوقت

آج تمہاری بیٹی اپنی بیٹیوں سے کہتی ہے
میں اپنی بیٹی کی زبان داغوں گی
لہو تھوکتی عورت دھات نہیں
چوڑیوں کی چور نہیں

Scanned by CamScanner

میدان میرا حوصلہ ہے
انگارہ میری خواہش

ہم سَر پہ کفن باندھ کر پیدا ہوئے ہیں
کوئی انگوٹھی پہن کر نہیں
جسے تم چوری کر لو گے

Scanned by CamScanner

موت کی تلاشی مت لو

بادلوں میں ہی میری تو بارش مر گئی
ابھی ابھی بہت خوش لباس تھا وہ
میری خطا کر بیٹھا .....
کوئی جائے تو چلی جاؤں
کوئی آئے تو رخصت ہو جاؤں :
میرے ہاتھوں میں کوئی دِل مر گیا ہے
موت کی تلاشی مت لو
انسان سے پہلے موت زندہ تھی :
ٹوٹنے والے زمین پر رہ گئے
میں پیڑ سے گرا سایہ ہوں

Scanned by CamScanner

آواز سے پہلے گھٹ نہیں سکتی

میری آنکھوں میں کوئی دِل مر گیا ہے .....

Scanned by CamScanner

آتش دان

آتش دانوں سے
اپنے دہکتے ہوئے سینے نکال لو
ورنہ آخر دِن
آگ اور لکڑی کو اشرف المخلوق
بنا دیا جائے گا

Scanned by CamScanner

آنکھوں کے دھاگے

میں جو چوراہے پہ کھڑی
اپنی کمان کی طرف لوٹنا چاہتی ہوں
وہ جو لہو میں پھنسا
کچھ اور جینا چاہتا ہے
سایہ جیسے کسی دیوار کے ساتھ شامل ہو گیا ہو
پانیوں میں جیسے الم ٹھنڈے ہو رہے ہوں
تم کہ شام کے سورج سے دھوپ چراتے ہو
میں کہ صبح کی رات بھی چرا لیتی ہوں
اور تھکا ماندہ صبح کا تارا
جب سارے آسمان پہ اکیلا ہوتا ہے

Scanned by CamScanner

اُسی وقت کی قدر کرتی ہوں

تو دھرتی کا ایک دِن

میری عمر کا ایک حصّہ کاٹ ڈالتا ہے

Scanned by CamScanner

باہر آدھی بارش ہو رہی ہے

آئینے کو شمار مت کرو
وہ ایک قدم نہیں چل سکتا
قدم اور آئینے کا تعلق
جھانکنا ہے تو آنکھ سے جھانکتے
کمرے کے باہر کیا دِن ہے
باہر سرسبز پہاڑیوں کا طعنہ ہے
باہر آدھی بارش ہو رہی ہے
بالوں میں کوئی گرہ نہیں رہتی
وقت رہتا ہے
کمرے کے اندر کیا دِن ہے

Scanned by CamScanner

آواز ملا کر کوئی صدا مت دے دینا
دیواروں پر چوری ہونے لگے
تو اس کا مطلب ہے
ہم دونوں محفوظ نہیں ہیں
ہوائیں زمین کی کنگھی کر رہی ہیں

Scanned by CamScanner

مجھے پتھر کی آنکھ سے دیکھا

دو صدائیں

ایک زمین چرا رہی ہے اور ایک انسان

مجھے میری آنکھ چرا رہی ہے

میں مر رہی ہوں

سرگوشی میں بند انسان

اپنا لمحہ زنجیر کرتا ہے

اور اپنے دِل کی گرہ کو چادر کرتا ہے

ساری منڈیریں

اُدھاری آنکھیں ہیں

سارے موسم مجھ سے شروع ہوتے ہیں

Scanned by CamScanner

دیکھنے والو
مجھے پتھر کی آنکھ سے دیکھنا

Scanned by CamScanner

رات چٹکی بجاتی ہے دِن کی پور سے

پیڑوں کی پائل ہوا پہنے
دریا کو ساکت کئے دیتی ہے
اور پھر سمندر نے کہا
کناروں کی گود میں مَیں ایک سفر ہوں
رسی کا جہاز ڈُوب چکا ہے
اور لہریں جالوں کا
اعتبار قائم کئے ہوئے ہیں
پھر یہ پتھروں کو دیکھتی لہریں
گُم ہو جاتی ہیں گہرے ساکت ہجوم میں
رات چٹکی بجاتی ہے دِن کی پور سے

Scanned by CamScanner

وقت لے کر آنے لگے

جن کے پاؤں چُرا لئے گئے

اور بین دریاؤں پہ بجائی جانے لگی

ہم اپنی شرمگاہوں میں چُھپے بیٹھے تھے

کہ دوسروں کی آنکھیں اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے

بازوؤں اور ٹانگوں میں پیروں کا فاصلہ ہے

میں نے ایک پاؤں کاٹا

اور ایک سنگِ میل بنا دیا

Scanned by CamScanner

میں اپنی دیوار کی آخری اینٹ تھی

اُس نے آخری برتن گِنا
اور میری پیاس بتا دی
کبھی میں اُسے کھوتی کبھی وہ مجھے ڈھونڈھ لیتا
زمینی بازگشت سے دُکھوں کو زباں مِل گئی
میرا مکان خالی پڑا تھا
اور میں پڑوس میں رہ رہی تھی
کہ سمندر کے کچّے راستوں کی مجھے خبر ہو گئی
میں اپنے مکان کی آخری اینٹ تھی
وہ مجھ سے ٹوٹ گِرے تھے
جن کے لباس میرے برابر ہو گئے تھے

Scanned by CamScanner

وہ مجھے مہنگی آنکھ سے دیکھ رہے تھے
اور کرن کا درد شدید تھا

وہ میرے تھے اور ہاں کہہ گئے تھے
ہمارے درمیان زمین سو گئی تھی
وہ نیند میں گنگنا رہے تھے
اُس نے مجھے سورج کے دو رنگ گِنوائے
تو میں اُس کا چاند بُوجھ گئی
رات دیواروں میں رہنے لگی
پھر سُورج کبھی نہ لوٹا
میں اپنی آنکھیں سینک رہی تھی
کہ پتھر چٹخ گئے

اور دروازوں کی طرف دیواریں بڑھ گئیں
میں لہو میں گھُل مِل گئی تو آنکھ بول اُٹھی
پھُول چُن لیتی تو مٹّی کا دیدار کیسے کرتی

Scanned by CamScanner

پگڈنڈی پکاری سنگِ میل جھوٹا ہے

آنکھ کے پاس ہے سیدھی راہ

وہ میری آنکھوں کے ہمبستر تھے

من سا منکا کہاں رکھتی

میری رات انسان خرید لائی ہے، چُپ مت رہنا

منڈیروں پر دوپٹے سُکھانے والیاں کیا گھر میں ہیں

سُورج کسی کی کیاری ہے

چاند دو گھونٹ پیاس اور

ہاتھ جھٹک کر میں تو پیدل چل نکلی

جنگل رکھتی ہوں، مجھے اپنی اپنی بولیاں تو دو

Scanned by CamScanner

چاند کتنا تنہا ہے

پنجرے کا سایہ بھی قید ہے
لباس کا سایہ میں ہوتی جا رہی ہوں
میرے ہاتھ دوسروں میں بس رہتے ہیں :
مٹّی اکیلی ہو گئی ہے
اکیلا دریا سمندر کیوں گیا
فیصلہ کتنا تنہا ہے
رُوٹھ رُوٹھ جاتی ہوں مرنے والوں سے
اور جاگ اُٹھتی ہوں آگ میں
گونج رہی ہوں پتّھر میں
ڈُوب چلی ہوں مٹّی میں کونسا پیڑ اُگے گا

Scanned by CamScanner

میرے دُکھوں کا نام بچّہ ہے
میرے ہاتھوں میں ٹُوٹے کھلونے
اور آنکھوں میں انسان ہے
بے شمار جسم مجھ سے آنکھیں مانگ رہے ہیں
میں کہاں سے اپنی ابتدا کروں
آسمانوں کی عمر میری عمر سے چھوٹی ہے
پرواز زمین نہیں رکھتی
ہاتھ کس کی آواز ہیں
میرے جھوٹ سہہ لینا
جب جنگل سے پرندوں کو آزاد کر دو

چراغ کو آگ چکھتی ہے
میں ذات کی منڈیر پر کپڑے سُکھاتی ہوں
میرے فاصلے میں آنکھ ہے
میرے لباس میرے دُکھ ہیں

Scanned by CamScanner

میں آگ کا لباس پہننے والی
اپنی چھاؤں کا نام بتاؤں
میں تمام راتوں کے چاند تمہیں دیتی ہوں

Scanned by CamScanner

بیساکھیاں

بیساکھیوں میں لگی آگ

کون جانے۔ زندہ کون ہے

گھڑی یا وقت

ہڈیوں کی بیساکھیوں پر جذبے اُترے

اور ایک بیساکھی دِل۔ جو جلتی رہتی ہے

دُکھ کی تلاشی لیتی رہتی ہے

کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پہ جو جذبے جل رہے ہیں

اپنی بیساکھیاں بھول گئے ہیں

اور تم جو مجھے گن رہے ہو

اپنی بیساکھی بھول رہے ہو

Scanned by CamScanner

رُوح کی تن آسانی سے بیساکھیوں کا پیمان باندھا

اور مجھے گھر کہا....

تو ساری بیساکھیاں میری طرف دیکھنے لگیں

دیپ کے من میں جو بیساکھی جل رہی ہے

وہ میرا دِل تھا

بیساکھی جو مُردہ پیڑ سے بنائی گئی ہے

کتنے سچّے موسم رکھتی ہے....

Scanned by CamScanner

میرے تینوں پھول پیاسے ہیں

ماں کے آنسو اب زمین پہ گرنے لگے ہیں
اور لوگ ہنسنے لگے ہیں
میرے پاس اور بھی موت کے سات روز ہیں
الوداع کیا ایسی ہوتی ہے!
کہ میرا ہاتھ تھمنے والا ہے:
میری قمیص کے دھاگوں سے داستانیں لکھی جائیں گی
رونا مت، میرا لہو بہت اُداس تھا
میرے کتبے پہ پھولوں کو دُہرانا مت
اُڑ جانے والی آنکھیں کہیں نہ کہیں تو بس رہی
ہوتی ہیں

Scanned by CamScanner

پگلی میں نہیں اُس کا قدم تھا
جو میرے لہو میں داخل ہو گیا تھا:

کاش میں آنکھیں تمہیں باندھ کر دے سکتی:
سب سے زیادہ فضول خرچ آنکھ ہوتی ہے

.....

میں نے تو بہت ہنسی بانٹی تھی
یہ میرے ہونٹوں سے کیسے گر گئے .....
کون میرے نام کی روٹی دے کر بھوکا رہتا ہے
کون مجھے کاندھا دے کر گزر جاتا ہے:
میرے گجرے کے تین پھول پیاسے ہیں ....

"اِس سے پہلے کہ میں مٹّی میں رچ جاؤں
میرے ساتھ انصاف کرنا" .....
میرے راستوں کی بھول مجھے معاف کرنا

Scanned by CamScanner

کہ کنویں میں ڈولتی رسّی جل تو سکتی ہے

پیاس نہیں بجھا سکتی

کِس کِس کے ہاتھ پہ آنکھیں رکھ دوں

اور کِس کِس کو الوداع نہ کہوں

Scanned by CamScanner

قید خانہ شروع ہوتا ہے

انسان وہ ہے جو بدی کو بھی ایمانداری سے خرچ کرے

ہمارا آدھا دھڑ نیکی ہے اور آدھا دھڑ بدی ہے ....

لفظ بڑا آدم خور ہوتا ہے

تم سے ایک قید خانہ شروع ہوتا ہے .....

میرے لب ہلتے تو لوگ ہنستے

مگر میری کٹھ پتلی مجھ سے خوش تھی .....

میں پلو سے پیسے چُراتی رہی

میں نے یہ پیسے کبھی خرچ نہیں کئے، خیرات کر دیئے :

میں نے مول صراحیاں بھریں

پیاس مجھے مہنگی پڑی .....

Scanned by CamScanner

بتانے والوں نے بتایا

"تیری کوکھ سے پیدا ہونے والے تیرے صبر سے مر گئے"!

اور سخی لونڈی مُلک بدر کر دی گئی

جب سے سمندر قریب رہنے لگا ہے

محلّے کے بچّے دُور تک نہیں جاتے .....

ان کی مائیں اِنھیں بتاتی ہیں

کہ کھیل سے زیادہ گیند مہنگی ہوتی ہے

بتانے والوں نے بتایا

تمہاری ماں کھانس رہی ہے

اور دوا سے خالی شیشی تک چار آنے میں آتی ہے

اُس کا دُکھ یا تو میں ہوں

یا کسی بھی علاقے کی کوئی ایک قبر

ناگ منی کا بھی ایک تہوار ہوتا ہے

لیکن میں اتنی زہریلی ہو چکی ہوں

کہ اپنے من کے گرد نہیں ناچ سکتی .....

Scanned by CamScanner

مور اپنے پاؤں دیکھ کر روتا ہے
میں اپنے انسان دیکھ کر روتی ہوں .....
اِن کھیتوں کی اُجرت ہی ہماری بھوک ہے
جوتی کے ٹوٹنے پہ ایک کیل ٹھونک دی جاتی ہے
اور ایک سفر ایجاد کر دیا جاتا ہے .....
کسی بچّے کو سوچ کے فن پارے ادا کرنے ہوں گے
اور کوئی ٹکسال پہ بہہ جائے گا .....
سورج نِکلنے سے پہلے
اِس محلے کا نام تبدیل ہو جائے گا
اور سنگِ میل پہ بچّوں کی عمر لکھ دی جائے گی ....

میں بھی پہلے پیڑوں کی طرح سوچا کرتی تھی
جانے والے کو مبارکباد دیتی تھی
اور آنے والے کو الوداع .....
سلاخ تراشو کہ قید کا نیا مفہوم سامنے آئے

Scanned by CamScanner

گھڑی جو دیوار ہو چکی تھی

تمہارا دوسرا سراپا !
میری ماں فوت ہو چکی ہے .....
میرے دوست سمندر !
میرے بٹن تیرے سینے میں کہیں دفن ہو گئے :
میرے آنگن کے پودے کی قمیض میں
کسی نے بٹن ٹانک دیئے :
پودا بڑھ گیا میری دیوار چھوٹی پڑ گئی :
جیسے میرے سراپے کو نئی اور پرانی گھڑیوں کی
سوئیوں سے سی دیا گیا ہو

پرانی گھڑی کی سوئی

Scanned by CamScanner

اور چادر کے تار سے بٹن لگاتی ہوں

تمہاری چادر کے دو تار کم ہو گئے :

یہ چادر بھی لے لو اور پُرانی گھڑی کی سُوئیاں بھی ....

اور گھڑی جو دیوار ہو چکی تھی

Scanned by CamScanner

پانیوں کے دھاگے

میں جو چوراہے پہ کھڑی
اپنی کمان کی طرف لوٹنا چاہتی ہوں
وہ جو لہو میں پھنسا
کچھ اور جینا چاہتا ہے .....

میرا سایہ جیسے کسی دیوار کے ساتھ شامل ہو گیا ہو
آنکھوں کے دھاگے پانیوں میں بہا دئے گئے ہوں :
تم کہ شام کے سُورج سے دُھوپ چُراتے ہو
میں کہ صبح کی رات بھی چُرا لیتی ہوں ....

Scanned by CamScanner

تھکا ماندہ صُبح کا تارا

جب سارے آسمان پر اکیلا ہوتا ہے

اُسی وقت کی قدر کرتی ہوں .....

Scanned by CamScanner

دوسرا پہاڑ

یہ دوسرا پہاڑ تھا
جہاں چیزوں میں میری عمر کے کچھ حصّے پڑے تھے
میں یہاں سے کتنی بے ترتیب گئی تھی
اور میں اپنا دن گرد کر کے آ رہی تھی
ساری چیزوں نے مجھے گلے لگایا
میں نے چھوٹے جوتے چھابڑی والے کو فروخت کر دیئے
اور سِلے ہینگر میں پڑے چھوٹے کپڑوں میں ڈال دیئے
میں آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی
اور اپنی آنکھوں کی جھُریاں گِننے لگی
آگ پر پرندے سینکنے لگی
تو بھوک میری ایڑی سے ڈر نکلی

Scanned by CamScanner

چیونٹی بھر آٹا

ہم کس دُکھ سے اپنے مکان فروخت کرتے ہیں
اور بھوک کے لئے چیونٹی بھر آٹا خریدتے ہیں .....
ہمیں بند کمروں میں کیوں پرو دیا گیا ہے
ایک دن کی عمر والے تو ابھی دروازہ تاک رہے ہیں ....
چال لہو کی بوند بوند مانگ رہی ہے
کسی کو چُرانا ہو تو سب سے پہلے اُس کے قدم چُراؤ ....
تم چبوترے پر بیٹھے زبان پہ پھول باندھو
اور آواز کو رَسّی کرو

انسان کا پیالہ سمندر کے پیالے سے مِٹی نکالتا ہے :

Scanned by CamScanner

مٹی کے سانپ بناتا ہے اور بھوک پالتا ہے
تنکے جب شعاعوں کی پیاس نہ بجھا سکے تو آگ لگی
میں نے آگ کو دھویا اور دھوپ کو سکھایا
سورج جو دن کا سینہ جلا رہا تھا
آسمانی رنگ سے بھر دیا
اب آسمان کی جگہ کورا کاغذ بچھا دیا گیا
لوگ موسم سے دھوکا کھانے لگے
"پھر ایک آدمی کو توڑ کر میں نے سورج بنایا"

لوگوں کی پوریں کنویں میں بھر دیں
اور آسمان کو دھاگہ کیا
کائنات کو نئی کروٹ نصیب ہوئی
لوگوں نے اینٹوں کے مکان بنانا چھوڑ دیئے
آنکھوں کی زبان درازی رنگ لائی
اب ایک قدم پہ دن اور ایک قدم پہ رات ہوتی

Scanned by CamScanner

حال جرأتِ گذشتہ ہے

"آ تیرے بالوں سے شعاعوں کے الزام اُٹھا لوں"

تم اپنی صورت پہاڑ کی کھوہ میں اشارہ کر آئے

کُند ہواؤں کا اعتراف ہے

سفر ایڑی پہ کھڑا ہوا

"سمندر اور مٹی نے رونا شروع کر دیا ہے"

بیلچے اور بازو کو دو بازو تصوّر کرنا

سُورج آسمان کے کونے کے ساتھ لٹکا ہوا تھا

اور اپنی شعاعیں اپنے جسم کے گرد لپیٹ رکھی تھیں

میں نے خالی کمرے میں معافی رکھی

اور میرا سینہ دوسروں کے دروازے پر دھڑک رہا تھا

Scanned by CamScanner

یہ روز کون مرجاتا ہے

میں ٹوٹے چاند کو صبح تک گنوا بیٹھی ہوں
اِس رات کوئی کالا پھول کِھلے گا
میں اَن گنت آنکھوں سے ٹوٹ گری ہوں
میرا لہو کنکر کنکر ہُوا
میرے پہلے قدم کی خواہش دوسرا قدم نہیں
میرے خاک ہونے کی خواہش مٹی نہیں
اے میرے پالنے والے خُدا ؟
مِرا دُکھ نیند نہیں ترا جاگ جانا ہے

کون میری خاموشی پر بین کرتا ہے

Scanned by CamScanner

کون میرے سُکھ کے کنکر چُنتا ہے

"یہ روز، یہ روز کون مرجاتا ہے

جاگ اپاہج بچّوں کے رَب

کہ میری آنکھیں جوان ہوئیں

نیّت کی آستین پر رات پھنکارتی ہے

وقت کی سلاخوں پر

انسانوں کے چراغ جلائے جاتے ہیں

میں اپنے لہو سے اپنے جذبے چُنتی

تو میرے ہاتھ جل جاتے

اِس بھوک کا میرے بچّوں کے ساتھ

انکار دیکھ

Scanned by CamScanner

بے وطن بدن کو موت نہیں آتی

ٹوٹے ہو!

ذرا اور لہو ان گار کرو :

گناہ کی چادر انسان کی چادر سے چھوٹی ہوتی ہے ....

حیرت ہے تمہاری آواز خاموش ہو رہی ہے

دُکھ کے کنوئیں سے آواز لوٹ آتی ہے

شام کا لباس پہننے والے

تیرے پاس سورج کا آخری سانس بھی تو ہے :

بھلا کہاں آواز کی بولی لگتی ہے :

گلیوں کو تنہا چھوڑنے والے

گناہ کی دہلیز پر قدم رکھ کے چل

Scanned by CamScanner

کہ توبہ کرنے والے تیرے ساتھ ہیں .....
یہ تیسری بات ہے کہ کون کہاں سے ٹوٹتا

بھوک کی بولی لگانے والا چھوٹا آدمی نہیں ہوتا ....
آؤ ہم زمینوں کو نگل کر ایک گھر بنائیں
میں تیرے کفن کی گواہی دیتی ہوں
کہ مٹی ہوں .....
تیرے ایک آنسو کی موت پہ کتنے گناہ روتے ہیں ....
ہمیں پتھر کو دیکھنا ہی ہوتا ہے
جب تک ہمارا لہو کنکر کنکر نہ ہو جائے ....

" انسان سے ضبط تو ہاں مانگتی ہے انکار کہاں "
مجھے اپنے بے وطن بدن کی قسم
روٹی ہمیشہ آگ پر پکتی ہے .....
مٹی کو بھوک لگے تو قبر بنتی ہے

Scanned by CamScanner

بُھوک تو انسان کا وطن ہے .....

بتاؤ : قدم نہ ہوں تو آنکھوں کی کونسی حد ہے :

موت تمہارا اثاثہ ہے

مِٹّی کتنے خواب دیکھتی ہے .....

تم نے رات میں پنچھی آزاد کر دیئے

شام کا انتظار کیا ہوتا :

رات دِن ہماری عمر کی سرگوشیاں ہیں، ہماری کہاں :

کیسے ٹھہلتا ہے چاند آسمان پہ

جیسے ضبط کی پہلی منزل ....

آواز کے علاوہ بھی انسان ہے :

آنکھوں کو چُھو لینے کی قیمت پہ اُداس مت ہو

قبر کی شرم ابھی باقی ہے ....

ہنسی ہماری موت کی شہادت ہے :

Scanned by CamScanner

لحد میں پیدا ہونے والے بچّے
ہماری ماں آنکھ ہے
قبر تو مٹّی کا مکر ہے
پھر پرندے سورج سے پہلے کسی کا ذکر کرتے ہیں!
آواز کے علاوہ بھی انسان ہے
ٹوٹے ہو!
ذرا اور لہو انگار کرو
کہ میں ایک بے لباس عورت ہوں
اور جتنی چاہوں آنکھیں رکھتی ہوں
میں نے آواز کو تراشا ہے
ہے کوئی میرا مجسمہ بنانے والا
اپنی قسمت پہ اُداس مت ہو
موت کی شرم ابھی باقی ہے

Scanned by CamScanner

مجھے چادر دینے والے
تجھے حیا تک دُکھ لگ جائیں
مجھے لفظ دینے والے

"کاش عورت بھی جنازے کو کاندھا دے سکتی"

ہر قدم زنجیر معلوم ہو رہا ہے اور میرا دل تہہ کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ شور مجھے لہولہان کر رہا ہے۔ میں اپنی قید کاٹ رہی ہوں اور اِس قید میں کبھی ہاتھ کاٹ کر پھینک دیتی ہوں۔ کبھی آواز کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہوں۔

میرا دِل دلدل میں رہنے والا کیڑا ہے اور میں قبر سے دُھتکاری ہوئی لاش۔

سڑاند ہی سڑاند سے میری آنکھوں کا
ذائقہ بدروح ہو رہا ہے
اور میں انسان کی پہلی اور آخری غلطی پر دَم بِلائے

بھونکتی چلی جا رہی ہوں
میں جب انسان تھی تو چور کی آس تک نہ تھی میں
آنکھوں میں صلیب اور دِل میں اپنی لاش
لئے پھرتی ہوں
سچائیوں کے زہر سے مری ہوں
لیکن دنیا گورکن کو ڈھونڈھنے گئی ہوئی ہے
وہ مجھے آباد کرتا ہے اور آباد کہتا ہے
میں ہری بھری پیاس سے زرخیز ہو جاتی
ہوں
اور پھولوں کو مٹّی میں دفنانے لگتی ہوں
دَرد میرے اژدہے کا نام ہے
اور سانپ کی بُھوک میرا گھر ہے

Scanned by CamScanner

پناہ گاہوں کی چھاؤں مجھے کاٹ رہی ہے
اور میرے گدلے لہو میں کاغذ کی ناؤ
چل پھر رہی ہے
اور میں ناؤ کو آنکھوں میں سُلا دینا
چاہتی ہوں کہ یہ ناؤ کاغذ کی ناؤ میرے بچّوں
کی ناؤ ہے

Scanned by CamScanner

"زندگی کی کتاب کا آخری صفحہ"

(اقتباسات)

دیکھتے ہی دیکھتے کشتی زمین سے جا ملی

ابھی تو اور سمندر ڈھونا تھا

رات بہت تڑپی زمین پہ میں

ماں خاموشی سے بیٹھی بُجھ رہی تھی

زندگی کے ہاتھ پیلے کر ہی دوں، کیا بھروسہ اِس کُڑی کا

میں بھی تو رنگ رنگ اُڑتی پھری خلاؤں میں

آنکھ گھُٹ کے رہ گئی ہے

موت قہقہہ لگانا چاہتی ہے

لیکن میرے پاس وقت اور ہنسی کم ہے

بدن سے دِل اُکھڑ گیا ہے

بے خبری ٹھنڈے قدم چلنے لگی ہے

اور وہ بال کھولے مجھے بُلا رہی ہے

نوٹ :- عنوان ہم نے خود قائم کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

آنکھیں سانس لے رہی ہیں

اگر انگلی کاٹ کے سوال پوچھا جائے گا
تو جواب بے پور ہوگا
گھر آؤ! دیکھو انسان اور لہو آمنے سامنے کھڑے ہیں
کیا جواب دیں تمہیں یہ بچڑی دیواریں
جن کی اینٹیں زمین کے اندر دفن ہو چکی ہیں
تنہائیوں کی نوکیں میرے اعضاء میں پیوست کر دی گئی ہیں
پھر بھی کہتے ہو، آؤ باغ کو چلیں
میں اپنی آنکھوں پہ زندہ ہوں
میرے لب پتھر ہو چکے ہیں
اور کسی سنگ تراش نے ان کا مجسمہ

Scanned by CamScanner

کسی پہاڑ کی چوٹی پر نصب کر دیا ہے
میں لہو سے بیگانی ہوں

میرے جذبے اپاہج کر دیئے گئے ہیں
میں مکمل گفتگو نہیں کر سکتی
میں مکمل اُدھار ہوں
میری قبر کے چراغوں سے ہاتھ تاپنے والو
ٹھٹھرے وقت پر ایک دن میں بھی کانپی تھی

کاش آنکھیں آواز ہوتیں
زنگ کی دھار میرے لہو میں رچ رہی ہے
بتاؤ: تھوڑے پھول دو گے
تیور زنگ آلود ہو چکے ہیں
میں نے کسی سے شاید وعدہ کر لیا تھا
مسکراہٹ ہنسے گی تو آنکھیں ہنسیں گی

Scanned by CamScanner

یہ لفظ کھڑکی کا پردہ ہوئے
لیکن دیوار کا پردہ نہ ہو سکے
رفتہ رفتہ پتھر میری گردن تک آ پہونچے ہیں
ڈر ہے کہیں میری آواز پتھر نہ ہو جائے
یہاں تو روز مجھے میری قبر سے اُکھاڑا جاتا ہے
کہ لوگ میری زندگی کے گُناہ گِن سکیں
یہاں تو میرے لہو کی بوند بوند کو رنگا جا رہا ہے

لوگوں کی پوریں انگارہ ہو رہی ہیں
میں کس سے ہاتھ مِلاؤں
کہ میری یاد کے ساتھ ہر ہر دل میں
ایک پتھر نصب کر دیا گیا ہے

میں نے نہیں کہا تھا
"سُورج ہمیشہ میرے کپڑوں کا رنگ چُرا لے جاتا ہے"

Scanned by CamScanner

میرے قدم مجھے واپس کر دو

یہ اُدھار مہنگا ہے:

میری دوکان چھوٹی ہے

جانے کونسی سڑک پہ ہم دوڑے تھے

میں پوری مٹّی میں چھُپ گئی

اور تم مٹّی پہ پانی چھڑکا کے

سوندھی سوندھی خوشبو اپنے جذبے میں لئے

اپنی زندگی کے دن بڑھا رہے ہو.....

دیکھ تیرا چاند پتّھر پہ لڑھک آیا ہے

اب کونسے چاند کو دیکھ کر

لوگ دُعائیں مانگیں گے

میرا کفن زہریلے دھاگوں سے سیا جا رہا ہے

اور تم کہتے ہو:

سفید لباس میں تم کتنی اچھی لگتی ہو.....

میرے مقبرے پہ تھوکنے والے

Scanned by CamScanner

جب کورے کاغذ کو آگ رنگتی ہے

مجھے کیوں بھول جاتے ہو.....

جب انگارے شاخوں کو یاد کرتے ہیں

تو تم اپنے آتش دان روشن کر لیتے ہو.....

دیکھ: مَیں مٹّی میں سمٹی جا رہی ہوں

پھر تجھ سے ہاتھ مِلانے کی خواہش آنکھوں تک آجائے گی:

تم مٹّی اُکھاڑو گے

ایک پرندے کی لاش نِکلے گی

جسے کسی بچّے نے انتہائی محبت سے دفن کیا ہوگا

تم پھر مٹّی اُکھاڑو گے

میں مٹّی میں لیٹی ایک دِن تمہیں مِل جاؤں گی

اور تمہیں اپنی آنکھوں میں دفن کر لوں گی

تم پھر مٹّی اُکھاڑو گے

اور مٹّی کی لکیر کبھی بھی نہیں مرتی

Scanned by CamScanner

شاخوں کو کاندھا دیتے ہوئے لوگ
میرے سفید لباس پہ پھول رکھنے والے لوگ
میرے اعضاء میں کاندھا بدل رہے ہیں
میرے لہو میں دوڑنے والے
تیرے قدم پھسل رہے ہیں
شاید زمین دو شاخہ ہو گئی ہے
"یا دُکھ اور سُکھ میں ہماری آواز رنگ دی گئی ہے"
میں آہستہ دیکھا کروں گی
کہ وقت کی پیشانی کے تیور گِن سکوں
میں آہستہ سویا کروں گی
کہ نیند میری زندگی کو بھگا کر نہ لے جائے
میں آہستہ رویا کروں گی
کہ آنسو اور آواز انسان کو مکروہ نہ کر سکیں

میں مٹی پہ آہستہ قدم رکھوں گی

Scanned by CamScanner

کہ مٹی میں میرے دُکھ پیوست نہ ہوسکیں
کاش انتقال کرنے سے پہلے
میں اپنا دِل کہیں بو سکتی
خدا نے کاش اعضاء بونے کی اجازت دی ہوتی
شاید میں اپنا دل کہیں بو چکی ہوں
سینہ محبت کرنے والوں کی پہلے قبریں تیار کرتا ہے
پھر ایک دوسرے کے سینے میں
کھُدی ہوئی قبر میں دفن کر دیئے جاتے ہیں
آنکھوں کے اسباب کسی قُلی کو تھما دیئے جاتے ہیں
چوراہے پہ بنائے ہوئے مجسمے کو نظر انداز کرتے ہوئے لوگ
انھیں کیا خبر
جس کا مجسمہ نسب کر دیا گیا ہے
وہ زندہ ہے یا مُردہ
میں نے دروازے کو نگاہ کیا
دروازے نے مجھے نگاہ کیا

Scanned by CamScanner

گھر سے مت جانا
آج ہواؤں کو دراصل پاگل کُتّے نے کاٹ لیا ہے

مسافروں سے اپنی ساری زندگی کی باتیں مت کرو
جانے کونسے سنگِ میل پہ میں پلک جھپک جاؤں
"میرے آنگن میں جتنی دھوپ تھی
اُس سے میں نے تمھارے کپڑے سُکھا دیئے"
میرا گھر پانیوں سے بنا دو
کہ روانی میری رُوح ہے
آج میں تم سے ننگی باتیں کروں گی
کہ میرے بچپن کے لباس چھوٹے ہو گئے ہیں

Scanned by CamScanner

بدن سے پوری آنکھ ہے میری

جاؤ جانماز سے اپنی پسند کی دعا اُٹھالو
ہر رنگ کی دعا میں مانگ چکی
باغباں دل کا بیج تیرے پاس بھی نہ ہوگا
دیکھ دھوئیں میں آگ کیسے لگتی ہے
میرے پیرہن کی تپش مٹی کیسے جلاتی ہے
بدن سے پوری آنکھ ہے میری
نگاہ جو تننے کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے
میری بارشوں کے تین رنگ ہیں
ٹوٹی کمان پہ ایک نشان خطا کا پڑا ہے

Scanned by CamScanner

ہم چاہیں تو سورج ہماری روٹی پکائے

اور ہم سورج کو تندور کریں

فیصلہ چکا دیا خطا اپنی بھول گئے

نذر کرنے آئے تھے چٹکی بھر آنکھ

آنکھ تیری گلیوں میں تو بازار ہیں

زمین آنکھ چھوڑ کر سمندر میں سو رہی

جنگل تو صرف تلاش ہے

گھر تو کائنات کے پچھواڑے ہی رہ گیا

شکار کمان میں پھنس پھنس کر مرا

تم کیسے شکاری

آنکھیں تیوروں سے جل رہی ہیں

جسم زندگی کی ملازمت میں ہے

تنہائی کشکول ہے

ہم نے آنکھوں سے شمشیر کھینچی

اور رخصت کی تصویر بنائی

Scanned by CamScanner

رات گود میں سُلائی

اور چاند کا جُوتا بنوایا

ہم نے راہ میں اپنے پیروں کو جنا

—

Scanned by CamScanner

پتھروں کا پیمان

میرے سامنے اینٹ کے باطن میں دیوار
من میں میرے اپنا ہی ایک بے رنگ بُت
ٹھک ٹھک کر کے بھاگے
میرے گھر میں چور بھی دیکھو سیدھی راہ نہ پائے
رات کے جوتے صبح چُرائے
صبح کے جوتے شام
ہم نے مُڑ کر آنکھ سنواری، آبد سے ازل تک
کُھلے دروازے کِس نے کھٹکھٹائے!
خلائیں تو پرندوں سے پُر ہیں
غروبِ آنکھ کیسا سمندر

Scanned by CamScanner

قیام کے عمدہ مکان اُلٹا

لحد پوش سورج دِکھایا کس نے
اب ہماری باری آئی تو منتر پرائے :
دُکھ سُکھ دو فرشتے جنہوں نے جیون کھوج لگائے
اُس پیڑ تک جو پہلے پہنچے وہی راجہ کہلائے
ہاتھ نے شاخ سے کہا
کتنی شاخیں تیری کتنی شاخیں میری :
پیدا ہوئے لوگ رونے سے انجانے ڈر سے مر بھی گئے
چراغ بُجھا کر سحر دیکھتے ہیں
جو پانیوں سے مذاق کرتا ہے ساحل اُس سے مذاق کرتے ہیں :
سجدہ زمین پر عنایت عرش پر
مچھلی دریا میں کانٹا ساحل پر .....

تار تار وقت کو سِینا پڑتا

ذہانت تو تاریخ لے اُڑی
باندھ دیا ہے میں نے سوا روپیہ دھرتی کے بازو پر
میں اپنے دونوں ہاتھ چھپا کر تم سے مِلوں گی :
مُردہ پتھروں سے لہو لہان ہوئے تو کیا ہوئے
خاموشی انسان کو جنم دیتی ہے
انسان لکڑھارا بن جاتا ہے :
بندہ پروری پنجرے سے ہاتھ مِلاتی
سُورج میں خم آجاتا، ستارے آدھے رہ جاتے :
وہ نئے ورق دے جاتے
میں لکھتے لکھتے سیاہی میں ڈوب جاتی .....

جنگل جانے والے !
دو پتّے توڑ لانا، یا تھوڑا سا حال خرید لانا :
پہاڑوں کے دامن میں بہتے دریا
جانوروں کی پیاس بجھا چکے ہیں .....

Scanned by CamScanner

چڑیا اور دریا کی گفتگو کنارے تک کیوں لے آئے ہو
کنارے پہ کیا ڈوبنے والے نہیں کھڑے تھے
وہ آواز کو جلا دیتے
اور خاک میں پتّھر بھر دیے جاتے ذرا سے پانی کے ساتھ
کیوں نہ ہم ایک دوسرے کو گزارتے چلے جائیں

پہنچ کر مجھے راہ دِکھا دینا :
پُرانی دیواریں دِل لئے پُکارتی ہیں :
ارادہ پتلیوں کی حیرت میں پیوست ہوتا ہے
کُٹیا میں روشن چراغ
تختوں کی قبریں بنا سکتا ہے
لیکن اُسے تیرے گھر کا بھی تو خیال ہے
شہروں کے خاتمے بھی کچھ ابتدا کرتے ہیں
چراغ مٹّی میں نہیں جلتا :
سُناتی ہوں ایک کٹاؤ !!

Scanned by CamScanner

ایک مُردہ تھا ایک زندہ تھا
پہلے کی آنکھیں سمندر گنتیں ایک کشتی پسند نہ آتی
دوسرے کی آنکھیں پلکوں سے
گندگی میں بھولی آیتیں اونچی جگہ رکھ دیتیں:
سیکنڈ دو راہوں پہ چلتا:
محفوظ چال سے وہ کسی کی طرف جا رہا ہوتا

تلواروں کے لباس سِلوانے کی رسم کب سے ہے
کیا میرا مخاطب اتنا گھٹیا ہے!
انسان ٹھاٹھیں مارتا توبہ کرنے لگا
جھوٹی راتیں اور گزرے دریا
لیکن سامنے دیکھنے کی عادت نہیں جاتی
دیوار کے پار آنگن بدنام ہوئے
کسی نے بیٹی کہا کسی نے جسم سنوارا

Scanned by CamScanner

تیز و تند کپڑے پہن
وہ ٹہنیوں کے ٹوٹنے کی آوازوں سے
سفر پہ روانہ ہو جاتے
مُنہ اندھیرے سوچنا شروع کرتے:
بوکھلائے بوکھلائے تیور ہمیں بُھگتنا پڑتے:
زخمی چراغ بُجھا دیے گئے
سوگوار گناہ ننگی پوریں دِکھاتا.....
لہو دار! تیرا فرض تھا مکان کا کرایہ دیتا
دیواروں کا خیال کرتا
کیل ٹھونک ڈالی تُو نے کیلنڈر کے لئے
مہنگے جھوٹ کبھی سچ کے ہتھے چڑھے:
پہیلی بنے تارے رات بھر بوجھتی کسے

نئے کپڑے مبارکباد ہوئے جاتے ہیں.....
چاند کو دیکھ کر دعائیں مانگ رہے تھے

Scanned by CamScanner

تم نے کیا رات کو یتیم سمجھ رکھا ہے :
اُجالے چراغوں کو پناہ نہیں دیتے
"ایک دِل دو آنکھیں، ایک انسان دو فرشتے"!
لمحے بھر کا وعدہ گھر سے اونچا ہوا
سورج نکلے گا تو پھر پرندے لوٹیں گے
جواری رنگ چُرائے دھوپ
رات کے کونے مٹّی کے کونسے گھروں میں بسے
انجانے ہاتھ مجھے ٹٹولیں .....

کٹورے ہاتھ بھر بھر دُعا مٹّی سے اُونچے
رات کو تھپڑ مارو، بے پردہ دھرتی، ننگے سمندر!
کھنڈر اُجڑی پناہ گاہیں ہیں
یہاں انسان بھی رہ سکتا ہے جانور بھی .....
یہ عمارت پتھروں کے پیمان سے بنی ہے
شفق بھوکی شیرنی، سمندر بھوکا شیر

Scanned by CamScanner

سنگم پہ کس کی لحد، شمع کو ڈھارس دینے والا خاک ہو:
پرکھ تو پتھر سمیٹ لائے .....
ہوائیں کبھی مٹّی نہ ہوں گی:
ہوائیں انسان سے لے کر کائی تک حکم صادر کرتی ہیں
ہوائیں اشرف المخلوق نہیں تو کیا ہیں!
نہ بھوک سے کوئی رشتہ
اِس پگلی کا کوئی دیس نہیں
یہ زندہ ہے تو مُردہ بھی
کبھی قبروں کی ماں ہے
انسان کے چند سالوں کی یہ پڑوسن

مٹّی پہ پاؤں ماروں تو گھر سے اُونچی شام
ہجر کے پیچھے دو بُت، تیور کے دو اَبرو
سفید پھولوں سے میرا جسم داغا جاتا ہے
دھوکہ دہی میں پوریں دِل میں ڈبوئیں

Scanned by CamScanner

پتھر نما مجسمے کو پایا

قرض خواہ وعدے مجھے پھلانگ چکے تھے
انگوٹھے سمیت میں نے جنم لیا
ہاتھ تھے پتھر، باہیں دریا، آنکھیں چڑھتا سورج تھیں
یہ جوگی رنگ تھا جیون کا :
"پھر دو پھولوں نے دو آنکھوں نے عہد کیا
میں جاگوں تو تم سونا، تم سوؤ تو میں جاگوں"
مور حرامی دُور کھڑا مجھے دیکھ رہا
اُن آنکھوں میں میری آنکھیں تھیں :
دیپ تیرا رنگ، سکھیوں کی مہندی جیسا،
اور پھر میرے جیسا

پانی چھوتی تو پانی پتھر ہو جاتا

Scanned by CamScanner

دعا مانگتی تو فرشتے توبہ کرتے ......
سینے سے اونچی بات تھی
فرشتوں کی جگہ خدا نے دو مُردے میرے سنگ کر دئے
دوپہروں کا سُورج بڑا کمینہ ہوتا ہے
اُتار پھینک کھیت کی اُترن
یہ کپڑے، یہ چہرے، یہ بھوک .....
ڈھول سے ڈرنے والے شہسوار
" موت بھی تم سے کراہ کر گزر جائے گی "
میں سچے الزام سے کہہ رہی ہوں نہا لے !
پانیوں کے مقدر کسی گندگی کو نہیں اپناتے

میں نے اپنے آنگن میں تین رُوحیں گاڑی تھیں
جن کے جسم ابھی بھی زندہ ہیں
اُن کی چُنی ہوئی کلیاں مجھے پُھنکارتی ہیں
اِن کی جلتی سانسوں سے میرے لباس جلتے ہیں
میں آنکھوں کے ڈر کے مارے بھاگتی ہوں

Scanned by CamScanner

پتّے جسم کے گرد لپیٹتی ہوں
یہ زرد ہو کر ہَوا کے ساتھ فرار ہو جاتے ہیں

میں پاگل نہیں
اعلیٰ نسل کی کُتیا بھی نہیں :
انسان تو دُور کی بات ہے یا نزدیک کی
مجھے تھام لے عذاب، میں نے کونسا صبر کیا تھا ....
تلواروں کے سائے میں آنسوؤں کی تسلّیاں :
میری ماں نے کہا تھا
بیٹی میرے پسینے میں نہائے ہوئے دُکھوں کا خیال کرنا

میں مکروہ دُھوپ سے آلود ہو گئی
جھُومتے ہاتھی کی طرح .....
پھر سانپ کی چال چلی، بچّے بوڑھے ہونے لگے
نماز! وقت کا تعیّن کئے بغیر پڑھی
بات کی فکر کہاں تک لائی

Scanned by CamScanner

لہو میں گوندھے پتھر، دُنیا نے کہا، کُتیا .....

میں قبر پہ پہنچی اور پُوچھا !
اے فرشتو تم نے مجھے سجدہ کیا
اور دُنیا میں نظر انداز ی بھول گئے !
راہوں میں تم نے مجھے پریشان کیا !
کدھر ہے خضر !
اُس کو خبر نہیں تھی میں نے دُنیا ہی کب دیکھی تھی .....

دو نینوں کا گھر نہ ایک
بتوں کے دیوتا مَیں تیرے جیسی ہونے لگی
بنجر پیاس پہ رونا کیسا :
رات بھی گویا کوئی شاخ ٹھہری :
مِٹّی کے سیاہ پِلّے !.
برہنہ مِٹّی پہ برہنہ انسان آیا
برہنہ ماں ! یہ تیرا گھونگھٹ !

نمک حرام دِل !
سڑکیں میرے جسم کے سنگِ میل گنیں !

Scanned by CamScanner

چراغ تھک جائیں گے

پگڈنڈیاں دور دور تک پھیلی ہیں .....

لوگ کہنے لگے اے خدا !

میں نے کہا میری سُنو !

میرے لہو کے چھینٹے جو پڑے پتھر پہ

نئے الزام تراشے گئے

مٹّی سے گرتے گرتے میں ذرّہ ذرّہ بچی .....

دوڑتا لہو لگام ہوا

روشنیوں بھرا پیڑ ہوں میں

لیکن نہ آنکھیں رہیں نہ خواب

آئینوں پہ جمی گرد پر کسی نے اپنا نام لکھا .....

خلاؤں کی باہیں، ایک آسمان دوسری زمین

دِل کاغذ کی ناؤ ہونے کو ہے

Scanned by CamScanner

اے میرے دشمن لمحو تم کہاں ہو .....

وقت تیرے بچّوں کا پالنا ہوگا !

جلی روٹی پہ پل جائیں گے سانس :

"اے میری بہن کے لہو

تیری زنجیروں بھری کڑیاں

خط کے کونے پہ، فقط لکھتی ہیں" .....

چُپکے چُپکے پتھروں پہ چلنے لگے سائے

آس پنگھٹ کا پھول ہوئی :

دشمنوں کے سینے میں

میرے تیور گِن، مجھے کیوں گِنتا ہے :

ساحل پہ کھڑے

فقیروں کی ہتھیلیاں بند کر سکتے ہیں

"لیکن رُوح کے ساتھ جسم گانٹھ دیئے گئے" :

Scanned by CamScanner

اُس وقت کہاں تھے چراغ
جب صبحِ صادق نے سُورج کے تلوے چاٹے ....
آیا ہے جلے کپڑوں کا بدن لئے
حسرت کے بعد زمانے نے
ایک مُسکراہٹ خریدی ہے
میں بچڑے کپڑے پہ تھوڑی سی دُھوپ رکھتی ہوں
اور ایسا چراغ جلاؤں گی
جسے کسی تہہ خانے نے زنگ آلود کیا ہو
وہ جنگل نہیں بھولی!
جہاں میری پیدائش کا حُکم سنایا گیا

پھُولوں پہ ابھی ابھی آسمان رویا ہے
سہمے پرندوں کو کیا شکار کرنا .....
"تم اخلاقی بیساکھیوں کی روند میں ہو"
ڈھال سے تلواریں زخمی ہیں

Scanned by CamScanner

فیصلے کبھی فاصلوں کے سپرد مت کرنا

اور جہاں چاند کی تمنا کرنا وہاں چاندنی کی تمنا

مت کرنا :

نشانے کے وقت ایک آنکھ سے کام لینا اچھا ہے .....

تم میرے گھر رہو کہیں تمھیں ٹھنڈ نہ لگ جائے :

" گلاب بھی لال، پتھر بھی لال، دِل بھی لال،

اور جب جسم قتل ہوئے، وہ بھی لال ...."

کیا حیرت آنکھ کا شکار ہے !

آج ایک تیرا وار بھی ہو گیا ہے

خاک اور خون اکٹھے پیدا ہو رہے ہیں

رُوحیں جسموں سے آنکھیں مانگ رہی ہیں .....

"جانوروں کے اعضاء والا کہاں گیا ہے !

چلو تیرے رنگ کی آگ جلا لیتے ہیں

پھر چوتھے رنگ سے اِسے بُجھا دیں گے" .....

برف ماضی کو شعائیں مِل گئیں

Scanned by CamScanner

میری دو آنکھوں نے کبھی اپنے آپ کو نہیں دیکھا :

قیامت کا انتظار ہے سُورج پہ نظر ہے

کنول کو داد دینی چاہیے اپنی جائے پناہ خوبصورتی سے

سجاتا ہے :

پھول کے دو رنگ ہیں

ایک خوشبو ایک رنگ .....

وقت کے کانے چٹکیوں پہ زندہ تھے :

سُرخ، سفید، کالا۔ تینوں سائے خود حیران تھے

کہیں ہاتھ گرا کہیں آنکھ گری :

ارادہ صدا کا تھا بڑھاپے کے طعنے سُننے پڑے

کِس انتظار میں سمندر میں کنکر مارتے تھے :

قبا کے رنگ اُڑائے اُنگلیوں کے داغ سہے

وصل میں بھی ڈھونڈا ہے ہجر :

کبھی کبھی پھوار گھر کے اندر تک پہنچتی .....

Scanned by CamScanner

چوٹی گمی تو بچپن یاد آیا
کتنے پارسا ہوئے جاتے تھے ہم
کہ آسمان کو غور سے دیکھتے، کہیں خدا ہمارے کھلونے
تو نہیں دیکھ رہا :

قد دروازے سے اونچا نہیں دِل کائنات سے چھوٹا نہیں :

دُھوپ سے کہیں پھُولوں کے رنگ اُڑے
آدمی کا رنگ پتھروں سے بھی بدل جاتا ہے . . . . . .
انسان کدھر گیا ! جنگل کی طرف ! فکر کی بات ہے
انسان کدھر ! زمین کے اندر ! اَب فکر کی کوئی بات نہیں . . . .
نہ خط آیا نہ انتظار تار تار ہوا :

کسی کی چیز کھوئی ! میں ڈھونڈھنے والوں میں شامِل ہوں :

پھُولوں کا زنداں شاخیں ہیں
بستی بستی اُجڑ گئی میں ، شہر کی جانب تو دِل تھا :

لہو نے کلائیاں کب تھامیں !
کون جانے کیا ہو ؟ سایہ ہو یا بُت . . . . . .

Scanned by CamScanner

مٹّی باہیں کھولے تو دُھول اُڑے
مجسمے کی عبادت کوئی کیا جانے
چنگاریوں کے مقدر میں جب آگ لگی
ہوائیں ہاتھ تاپتی پھریں .....
بے لوث کبھی بھی نہیں تھی میں
میرے سچّے جذبوں میں بھی تیری مِلاوٹ تھی :
لہو میں دوڑیں آوازیں ۔ یہ کس نے پھُول بکھیرے
پھر پتّی پتّی پھُول چُنا :
ایک وعدہ میری عمر بہا لے گیا
محبتّوں کے کھُلے بادل جانے کہاں برسیں
چادر کو کائنات سمجھ بیٹھے ہو
ذرا سی بات ذرا سا آدم

اندھے تقدیر ڈھونڈھتے پھریں .....
وہ اِرادہ جسے کیڑے اپنے دِل میں رکھتے ہیں

Scanned by CamScanner

قدموں سے نہائی دھرتی میری خواہش سے بھی چھوٹی ہے
اور بلندیوں پہ اٹل ہے:
بیگانی پوروں کی وہ اُجرت ہے:

مجھے لپیٹ لپیٹ کے رکھ دیتے ہیں یہ کُتّے کمینے موسم!!
تنکوں کی لَو میں کتنے جذبے ہوں گے
جتنے قطرے لہو کے پاک ہوں گے
اُتنے جیون میں خدا سے مانگوں گی نہیں.....
بے خبری سمندر کالے کر دے گی
آگ کی ٹھنڈک زرد ہی رہے گی:
پیڑوں کی کھوہ میں کتنے رنگ

اُلجھیں جسم پہ لپٹی ہزاروں آنکھوں سے
سو کے بُھلا دیا گیا ایک چراغ:
بعض راستے تمھیں پسند کر رہے تھے اچھا ہوا سنگِ میل
نظر نہ آیا:

Scanned by CamScanner

بدنامیوں کے ساتھ میرے ہاتھ جلے ہیں
لہو کے پھول لئے آنکھوں کی سہاگن نے
آنکھوں سے تیرا جھولا بنایا .....
لوٹایا تجھے تیرا بچپن
بخشی ہونٹوں میں دبی اُنگلی
اور چراغ کے حوالے میں نے رات رکھی .....
عذاب نہیں جو کپڑے چُرائے گئے میرے جسم سے :
گھر کا مداوا کیوں کروں کوئی بھی سمندر میں رہ سکتا ہے :
رُکا انسان آنسوؤں کی مالا دیوی کے گلے میں ڈالتا :
کاغذ گلیوں گلیوں گزارہ کرتے
آہیں خدا کی باتیں تھیں .....

راز ٹھنڈے سُورج کی طرح ہوتا ہے
شام چار بجے آئینوں پر چلنے کی دعوت ہے :
سو سالہ بکے ہوئے دِل کا تحفہ لے لے :

Scanned by CamScanner

اور حیرانیاں پیک کر دے .....

بہتے دریا بہتے سانپ چاہتے ہیں

سات رنگوں پہ دوڑتی آنکھیں آوازے کرتی ہیں :

چراغ دِل نہیں اور دِل چراغ نہیں

سراغ لگایا تو میں ہی ٹیڑھی تھی :

نہیں، نہیں، کہ ہاں میں مدّتیں گزرتی ہیں :

رات میں خنجر توڑا گیا راستے تو جوڑے بھی نہ تھے :

رہائی مِنّتوں کے طور تو میری موت ہے :

بہروپیہ ہمارے باپ کے باپ کی رُوح سے لپٹا رہا....

میں نقد ہوں یہاں بیساکھیوں کی حدیں نہیں چلیں گی :

قبر کتبے سے دُور نہیں ہوتی

خطا انسان کو پا ہی جاتی ہے کہ جلد بازی اتنے رَستے کَستی ہے

جتنے سچّے لمحے کا انسان ہوتا ہے :

پھر منت منت خاک اُڑاتے ہیں :

Scanned by CamScanner

اُدھر بھی دریا، سامنے نینوں بھری خواہش
بستی میں کون جاگ رہا ہے، جس کا جیون سوتا جائے :
پھول ہنسے، خواہش بدلے کون جیا ہے :
رُکا ہے صدیوں بیتا، گلابی آنکھ میں آنسو :
پڑاؤ میں سو جھونپڑیاں جلتی ہیں
تب گھر کتنا یاد آتا ہے .....

درد بڑھتے جا رہے ہیں دشمن کہیں دوست نہ ہو جائے :
تم تو پہلی قبر سے چلے تھے، دِن نِکلا تو دُھوپ سے شکوہ !
چاند اَن گنت آسمانوں پر داغا جاتا ہے :
بھروسے کے پیچھے جھکی آنکھیں،
کہیں بے گھر زمین سُورج سے اپنا حال نہ کہہ دے :
خوش تو اتنے ہیں
کہ شب و روز پنجرے میں بانٹے جاتے ہیں .....
جیسے ہی دروازہ کُھلا کمرے کی عُریانی نے قِصّے چھیڑے .....

Scanned by CamScanner

دَرِ سُورج سے پردہ اُٹھاتا ہے

وجود والا دہلیز تک سفر کرتا ہے

کُھلے سمندروں میں لوگ کہیں تختوں کے مکیں تو نہیں ہو گئے

دِل کوئی دوپہر مانگنے نہ پائے

کہ پرائی بیٹیاں دُعاؤں کے گھونگھٹ مانگنے لگی ہیں :

" اِن کی آنکھوں سے صدیاں لُوٹ لو :

اِن کے دیس چِھنے گئے ہیں، یہ وطنی کہاں کی ہوئیں"۔ ۔ ۔ ۔

دِل سے سُورج جلتا ہے :

ہونٹوں پر چاند کے داغ پہنچائے گئے :

وہاں بھی لوگ ہدایت کے طلبگار نظر آتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میرے ضمیر میں سات جہنّم جلتے ہیں :

چراغ تو بھولا ہوا راستہ ہے

بے خبری کا خنجر لئے وہ پیڑوں سے میرا نام پُوچھتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آگ کے پہلے قدم پر میرا ماضی ہے !

"چاند پورا آسماں نہیں گھیرتا":

ہوا کا بدن لگاتار آمادگی ہے

یقین کے ساکت پرچم پہ ٹھہرو

اور آبرو کے ہجوم سے باہر نکلو.....

رنگوں کو جھڑکنے سے لباس پھٹنے لگتا ہے.....

مٹّی کی ہتھیلی پہ کراہتا سمندر

یہ سُورج تو ہماری آگ کا اہتمام ہے:

زرد پھول اور زرد چہرے جلائے جائیں

تو آگ زرد ہی رہے گی.....

"اور جہاں آگ لگائی جائے وہ مٹّی کالی ہو جاتی ہے":

سمندر کروٹ نہیں لیتا

جہاں تک ہاتھ نہ پہنچے وہاں لوگ قدموں کے نیچے

اینٹیں رکھ لیتے ہیں:

مٹّی اور دِل، فریب نہیں دیتے

جسے پاگل نہ کہہ سکوں اُسے انسان کہہ دوں:

Scanned by CamScanner

آنکھوں میں بندھا چاند

ایک چہرہ سمندر میں رکھتا ہے اور ایک دریا میں .....

چُپکے چُپکے چاند تکنے والے :

وقت تو خود ایک تہوار ہے :

آستینوں میں دِل نہیں اٹکتا

ہواؤں نے جس پھُول کو چوما اُس کا انجام نہیں بھولتیں

تاریکی آنکھیں مانگتی ہے پھر میرا نام کیا ہے !

عادت ہاتھوں کے ملاپ پر کھلتی ہے :

گود تلاطم سے ہری ہوتی ہے

ہاتھوں کے بھنور سے انسان ٹلا ہے :

چاند اپنی سادہ لوحی سے تمھیں قتل کرے گا

بہروپیے کو کہیں لے جاؤ

خاموشی جبر ہوئی جاتی ہے

اقرار کے ہاتھ بیقراری بانٹوں :

ہم خاک اچھے ہیں :

Scanned by CamScanner

"چراغ کے عوض گھر دیں گے، گھر کے عوض چراغ دیں گے
تیری مزدوری ہم تمہیں ضرور دیں گے"

مٹی کا گھونگھٹ چاروں طرف پھیلا سمندر ہے
مَن مَن آنکھیں رکھتے ہو اور ذرّہ بھر پاؤں ......
دیکھو میری نگری!
سانپ کے سر پر دِیا جلاتی ہوں
پھونکوں تو جنگل جاگے، پھنکارنی سے:
شاخ پر آدھا پھول جاگا ہے، تھوڑا سا دِل ہوگا:
صُبح کے چراغ کی مانند آمیں تجھے بھول جاؤں:
چاند کی چُغلی تو چاندنی کھاتی ہی رہتی ہے:
چاند گہن سے مائیں ڈرتی ہیں ....
سمندر کو ہاتھ پر رکھ کر دیکھیں تو کوئی رنگ نہیں ہوتا
مایوسی کے خالی پیالے کتنے لبوں تک!
سنگِ میل کا مُسافر کِس تکلّف پہ قربان ہے

" ایک چاند مانگ کر مُفلس ہوئی "....

انتظار سے ٹوٹا آدمی دیوار سے دُور تک جا چُکا ہے ..

وقت شرمندہ ہوتا ہے !

جس وقت لوگ جسم کے تِلوں پہ خوشیاں رکھتے ہیں :

مِٹّی سے بے تاریخ خط اُٹھایا

یہ بھی کوئی وقت تھا جو بن مانگی بھیک کی طرح مِلتا ہے ....

"جب لوگ میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ بُھول جاتے ہیں

میں سوچتی ہوں

یہ پھر پھُول مارنے کی تیاری میں ہیں

ہزاروں لبوں کے عوض مُسکراتے ہیں"....

" آنکھ پُکاری ! بہت غریب ہوں میں

سوچ پہ چہل قدمی نہ کرو تو اچھا ہے

یہاں نمستے، مُسلمان ہے" :

کرنوں پہ چلتی چلتی اگر سُورج تک گئی

Scanned by CamScanner

تو دُھوپ سے نہالوں گی:
مِٹّی آج چھینک رہی ہے
رفو ہے زبان ہماری
جھوٹ میں دُھت بٹن تمہارے سینے سے کھیل رہے ہیں
دہلیزوں پہ جمی دستکیں کسے بُلاتی ہیں:
ہم ایک پیار کے عادی مُجرم ہیں ......

پرندے اپنے دُکھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے
سمندر کی حد میں کانٹا ڈال دیا جاتا .....
وہ کالے دروازے پہ چاک داغ جاتا
مالی خدا سے قریب تر ہو جاتا:
اندیشوں کے پائنچے پیروں کو کھری کھری سُناتے:
کل پہ گھڑیاں لباس تبدیل کر دیں گی ....
دِن کو جوڑتے ہوئے میری اُنگلی پھنس جاتی:
سفر کے نکڑ پر بدکلام ٹہل رہے ہیں

Scanned by CamScanner

لکڑی سے بندھا کپڑا سارے مکان سے سوال کرتا

زندہ گالی بن کر زندگی پہ قدم رکھنا.....

تمھارے پاس تو تمھارے دو ہاتھ بیٹھے ہیں:

پیاس دیواروں سے اونچی نہ ہونے پائے:

ورنہ بچپن کے موزوں کا رنگ میری ماں کو بھی یاد نہیں:

آجا کے کنویں سامنے رکھ دیتے ہو

میرے پاس کوئی رسی تو نہیں

تلاش سیاحوں کی آنکھوں میں جھانکتی ہے:

Scanned by CamScanner

آدھا کمرہ

اُس نے اتنی کتابیں چاٹ ڈالیں
کہ اُس کی عورت کے پیر کاغذ کی طرح ہو گئے
وہ روز کاغذ پہ اپنا چہرہ لکھتا اور گندہ ہوتا
اُس کی عورت جو خاموشی کا ڑھے بیٹھی تھی
کاغذوں کے بھونکنے پر سارتر کے پاس گئی
تم راں بو اور فرائڈ سے بھی مِل آئے ہو کیا
سیفو! میری سیفو، میرا بائی کی طرح مت بولو
میں سمجھ گئی، اب اُس کی آنکھیں
کیٹس کی آنکھیں ہوئی جاتی ہیں

Scanned by CamScanner

مَیں جو سوہنی کا گھڑا اُٹھائے ہوئے تھی
اپنا نام لیلیٰ بتا چکی تھی
مَیں نے کہا
لیلیٰ مجمع کی باتیں میرے سامنے مت دُہرایا کرو
تنہائی بھی کوئی چیز ہوتی ہے
شیکسپیئر کے ڈراموں سے چُن چُن کر اُس نے ٹھُمکے لگائے
مجھے تنہا دیکھ کر
سارتر فرائڈ کے کمرے میں چلا گیا
وہ اپنی تھیوری سے گر گر پڑتا
مَیں سمجھ گئی اُس کی کتاب کتنی ہے
لیکن بہر حال سارتر تھا
اور کل کو مجمع میں بھی مِلنا تھا:
مَیں نے بھیڑ کی طرف اشارہ کیا تو بولا!
اتنے سارے سارتروں سے مِل کر تمہیں کیا کرنا ہے
اگر زیادہ ضد کرتی ہو تو اپنے، وارث شاہ،

Scanned by CamScanner

ہیر سیال کے کمروں میں چلے چلتے ہیں
سارتر سے استعارہ ملتے ہی
میں نے ایک تنقیدی نشست رکھی
میں نے آدھا کمرہ بھی بڑی مشکل سے حاصل کیا تھا
سو پہلے آدھے فرائڈ کو بُلایا
پھر آدھے راں بو کو بُلایا
آدھی آدھی بات پُوچھنی شروع کی
جان ڈن کیا کر رہا ہے
سیکنڈ ہینڈ شاعروں سے نجات چاہتا ہے
چوروں سے سخت نالاں ہے
دانتے اِس وقت کہاں ہے
وہ جہنّم سے بھی فرار ہو چکا ہے
اُس کو شُبہ تھا
وہ خواجہ سراؤں سے زیادہ دیر مقابلہ نہیں کر سکتا
اپنے پس منظر میں

Scanned by CamScanner

ایک کتا مسلسل بھونکنے کے لئے چھوڑ گیا ہے

اُس کتے کی خصلت کیا ہے ؟

بیاترچے کی یاد میں بھونک رہا ہے :

تمہارا تصوّر کیا کہتا ہے ؟

سارتروں کے تصوّر کے لحاظ سے

اب اُس کا رُخِ گوئٹے کے گھر کی طرف ہوگیا ہے :

باقی آدھے کمرے میں کیا ہو رہا ہے

لڑکیاں

کیا حرف چُن رہی ہیں

استعارے کے لحاظ سے

حرام کے بچّے گِن رہی ہیں :

لڑکیوں کے نام قافیے کی وجہ سے

سارتر زیادہ نہیں رکھ پا رہا ہے

اِس لئے اُن کی غزل چھوٹی پڑ رہی ہے

Scanned by CamScanner

زمین کے لحاظ سے نقاد
اپنے کمروں سے اُکھڑنے کے لئے تیار نہیں
لیکن اُنہوں نے وعدہ کیا ہے
سارے تھنکر اکٹھے ہوں گے
اور بتائیں گے کہ سوسائیٹی کیا ہے
اور کیوں ہے .....
ویسے ہواؤں کا کام ہے چلتے پھرتے رہنا
دُور اندیش کی آنکھ کیسی ہے
سگریٹ کے کش سے بڑی ہے
وہ گھڑے سے پتّھر نکال کر گِن رہے تھے
اور کہہ رہے تھے مَیں اِس گھڑے کا بانی ہوں
چائے کے ساتھ غیبت کے کیک
ضروری ہوتے ہیں
اور چُغلخوری کی کتاب کا دیباچہ
ہر شخص لکھتا ہے

Scanned by CamScanner

زبانوں میں بجھے تیروں سے مقتول زندہ ہو رہے ہیں
بڑا ابلاغ ہے
سوسائیٹی کے چہرہ یہ وہ زبان چلتی ہے
کہ ایک ایک بندے کے پاس
کتابوں کی ریاست بندے سے زیادہ ہے :

ریاست میں !
مہارانیوں کے قصے گھڑنے پر
علم کی بڑی ٹپ ملتی ہے
بِل کے سادہ کاغذ پر
عِلم لکھ دیا جاتا ہے
تازہ دریافت پر
ہر فرد کی مٹھی گرم ہوتی ہے

پہلے یہ بتاؤ جھجھنے کی تاریخِ پیدائش کیا ہے

Scanned by CamScanner

میں کوئی نقّاد ہوں جو تاریخ دُہراتا پھروں
کسی کا کلام پڑھ لو
تاریخ معلوم ہو جائے گی
تمہاری آنکھوں میں آنسو
میر کی کتاب کا دیباچہ لکھنا ہے
یہ کس کی پٹی ہے
نقّاد بھائی کی
یہ کس کی آنکھ ہے
مجھے تو سیفو بھابھی کی معلوم ہو رہی ہے
اور یہ ہاتھ!
غالب کا لگتا ہے!
بکتے ہو!
زر کی امان پاؤں تو بتاؤں
جتنے نام یاد تھے بتا دیئے
لیکن تمہارا تصوّر کیا کہتا!
میں دُم ہلانے کے سوا کیا کر سکتا ہوں

Scanned by CamScanner

رسّیاں!

وہ تنہائی سے بہت خوفزدہ تھی!
اور گھر کے کونے کھدروں میں اس کے جذبے پڑے تھے
وہ اپنے آپ سے بچھڑی بچھڑی بان کی چارپائی پر کسی پڑی تھی
اُس کے کپڑوں پہ رسّیوں کے ملس پیوست ہو رہے تھے
اور وہ رسّیوں کو کروٹ دے رہی تھی
وہ اپنے قدموں کی پائینتی سے اُلجھ رہی تھی
بان کی آواز اُس کے کورے بدن میں شامل ہو کے اُسے گننے لگی
وہ آنکھوں اور ہاتھوں کی تنہائی کو بڑی تنہائی سے دیکھنے لگی
انسانوں کی ہجوم دار آنکھوں نے اُسے کنجوں کی دوکان سمجھ رکھا تھا
اور وہ رسّیوں کو کروٹ دے رہی تھی
اب وہ دیوار کے کونے سے نکلنا چاہتی تھی۔ اُس نے ایک جُوتیوں بھری کروٹ لی

Scanned by CamScanner

نیند کے پھندوں سے آزاد کروٹ
وہ اپنی قید بھری جُوتی کو دیکھنے لگی
جو کسی بھی دُوکان سے مہنگی تھی۔ روز اِس مہنگی رات میں آگ اُس کو سستی
پڑ رہی تھی اور مہنگی تنہائی کو وہ سستا نہیں
کر پا رہی تھی
کہ جذبے گھر کے کونے کھدروں سے اُسے جھانک رہے تھے
ٹاٹ کے پردے کو کبھی کبھی ہوا جھانک کر چلی جاتی تو اُس کا آسمان رَسّیوں پر
آن گرتا

رات کی لمبی چادر صبح ہوتے ہی کفن جتنی لمبی ہو جائے گی ! وہ کہتی رہی،
مگر جانے کس سے، اور کیا ــــ

اُس نے بان کی چارپائی سے ایک لمبی رَسّی نکالی تو رَسّی اتنی لمبی نکلی کہ
چارپائی میں صرف ادوین رہ گئی

اب اَدوین، رَسّی اور وہ اپنی اپنی تنہائیوں میں چُپ تھیں
کہ تنہائی کو وہ اور تنہائی اُسے گُنگُنانے لگی تو اُس نے اپنے
تنہا ہاتھوں سے کہا !

سیاہ وقت کے بعد چراغ کو پھُونکنا لازمی ہوتا ہے !

Scanned by CamScanner

کہ دھوپ کے گیتوں کو وہ اپنے کپڑوں کی رسّیوں سے کس دے۔
تا آنکہ دھوپ کی آواز کو تنہا کر سکے۔

رات کے زندہ پر ابھی پھڑپھڑا ہی رہے تھے کہ
وہ پائینتی پہ رسّی کی طرح لیٹ گئی
دونوں رسّیاں جب ایک ہوئیں چراغ کی زبان کو دوہرا کر گئیں
رسّیاں چراغ سے زیادہ سچّی نکلیں کہ اپنا تنہا بدن نہیں بھولی تھیں

دونوں رسّیاں اپنی اپنی تنہائی سے اُٹھیں!
اور تنہائی کو بڑی تنہائی سے دیکھنے لگیں۔

Scanned by CamScanner

نیند جوٹھا پانی ہوئی

ہم دھوپ کی تمنّا میں ٹھٹھرے ہوئے تھے
کہ سورج کے نیزوں پہ
ہماری صبح ہوتی ہے
ہم کس دُکھ سے
اپنے مکان فروخت کرتے ہیں
اور بھوک کے لئے چیونٹی بھر آٹا خریدتے ہیں
ہمیں بند کمروں میں
کیوں پرو دیا گیا ہے
ایک دن کی عمر والے
تو ابھی دروازہ تاک رہے ہیں

Scanned by CamScanner

ہم آئینوں میں دفن ہو چکے ہیں
ہماری آوازیں زخمی کر دی گئی ہیں
ہمیں جھوٹی چال کے لئے
جھوٹی زمین پہ چلنے کی دعوت ہے
ہمارے لباس دفن کر کے
ہمیں شرم کے حوالے کر دیا گیا ہے
ہم اپنے بدن کے گناہ
اپنی ہی آنکھوں سے چُن رہے ہیں
جیسے ساکت اسٹیشن پر
ساکت گاڑی کھڑی ہو
اور ہمارے سفر ختم ہو چکے ہوں
دل جسم کے سارے اعضاء چاہتا ہے
آنکھوں پہ کتوں جاری کرنے کا حکم
صادر ہو چکا ہے

Scanned by CamScanner

میں اپنی قبر کو
سانس لیتے ہوئے دیکھ رہی ہوں
دریا سمندر سے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے
اپنے ہاتھ کٹوا لیتا ہے
اور کھدی زمین سوکھی ہو جانے کے غم میں
کھیتوں کا مزاج برہم کر دیتی ہے
ہاتھ تاپنے کی قسم کھائی تھی
اور آگ میں پرو دیئے گئے
اور گلیاں جب قسم کھاتی ہیں
اِنھیں چوراہوں میں پرو دیا جاتا ہے
پلڑوں پہ رکھے ہوئے پتھر بھی تلتے ہیں
اور دوسرے پلڑے پر
پھول تولے جا رہے ہیں
نوکری کرنے کے شوق میں
زندگی کی تنخواہ چاہتے ہیں

Scanned by CamScanner

ہم کیسے رہن رکھے گئے زمینوں پر
کہ تم ہمیں
سانس کے لوٹ آنے کی مہلت تک نہ دو
اور پوچھو تمہارے کپڑے زندہ ہیں
اور گاڑ کے سفید پرچم زمینوں پر
کسی بھی وطن کی نشاندہی نہ کرو

وہ آنسو جو میرے مرنے کے بعد
میرے دامن کو تر کریں
اُنھیں اُنہیں آنکھوں میں رہنے دینا
یہ آنکھیں ہیں کہ زخم
رات پرندہ ہوئی
نیند جھوٹا پانی ہوئی
کنوارے سمندر کا جوڑ نہ کوئی
چراغ تلے رات ہے یا ہاتھ کسی کا

Scanned by CamScanner

بانسری میں اٹکی آواز
سنّاٹوں کی چہل قدمی
ریت پر چلتی ہوائیں
سانپوں کی شبیہیں بنائیں
اور پیڑوں نے اپنی چھاؤں
سورج کے حوالے سے ناپی
ہم نے اپنی چھاؤں اپنے دل سے ناپی
چاند آسمان پہ آنکھیں موندے
نابینا کی جھولی دیکھتا ہے
ایک دن ایک بات کہی تھی میں نے
آنسو ہو تو آنکھوں جیسا
اِس چلتے پھرتے سورج نے بھی
لو ہماری عمر پہ آنکھ ماری
بند ہاتھوں کا گہنا مُٹھی
تنگ گلیوں میں دوڑتے قدم

Scanned by CamScanner

اپنے ایک پاؤں کے ساتھ
گندی نالی باندھ لیتے ہیں
اور باغبان کُلہاڑا لیے
صُبحِ صادق سے گلشن میں خاک کھودتا ہے

جِس طرح سمندر میں دریا ڈھونڈھنا مشکل ہے
اِسی طرح ہم شاخ پر کھِلے
پھول کی پوری پیدائش سے غافل ہیں
روٹی پر ختم ہو جانے والی زندگی
تتلیوں کو پھول سے
باندھ آنے کی سی عادت ہے
رفتہ رفتہ دہلیزیں
میرے پاؤں چھولے کرتی جا رہی ہیں
رفتہ رفتہ آنکھیں
اپنے ہی دل میں گڑی جا رہی ہیں

Scanned by CamScanner

جنوں کے بادبانوں میں
چند شاخیں کاٹ کر بہادی گئی ہیں
جن کی بہاریں مردہ زمین پر
بے بس ہو چکی ہیں

میرے چلنے پہ
زمین نے صدا لگانا چھوڑ دی ہے
میرے پاؤں کاٹ کے
گھٹنے لگا دیئے گئے ہیں
میں خلا میں گم ہو جانے والا
شعلہ نہیں بننا چاہتی
میری مٹّی میں
میری روح کو تشنہ کیا جا رہا ہے
آئینے پانیوں کے ساتھ تھم گئے
آدمی اپنا چہرہ دیکھنے سے محتاج ہو گیا

Scanned by CamScanner

اِس لئے دوسرے چہرے پر
اپنے زاویئے بناتا چلا جا رہا ہے
قبروں پر پھیلی چھاؤں
پیڑوں کو اُداس کئے ہوئے ہے
کہ وطن تو میرا مہکار بانٹتا تھا
لفظ جیسے کسی نے زبان سے نوچ کر
کسی سُوکھے کنویں میں بند کر دیئے ہوں
ہوائیں صرف چیزوں کی آوازیں ہیں
اب مُنتظِر کو
میرے پہنچنے تک کا حوصلہ رکھنا چاہیے

Scanned by CamScanner

اِنسانی گارے

مُسکراہٹ کتنے چہرے رکھتی ہے
لگنوں میں تو خالی مٹّی ہے
میرے نمک کا اندازہ کیسے ہوگا
دیکھنے سے کچّی پکّی ہو جاتی ہوں
گھر ناپتی ہوں تو اینٹ ہاتھ آتی ہے
یہ کتّا تنہائی کُتیا کی زبان رکھتی ہے
اِن ڈھیروں کو ناخن سے نِکال پھینکتی
آخر فیشن بھی کوئی چیز ہے

انسانی گارے کو ترتیب دیتے دیتے

Scanned by CamScanner

حرامزادی ہوگئی ہوں

لفظ ماری کو کہیں نہ کہیں تو پہنچنا ہی ہوتا ہے

کیا دوپٹے کے پاتال میں مَیں موجود نہیں

میں تو جنم کے دن بھی ننگی تھی

زندگی بار بار بچّے نہیں جنتی

جو سلوک کے پتھّر چباتی رہتی

بس جس کروٹ جتنی چادر آگئی

نیند کے یہ دو موتی

کالے بھی تو پڑ سکتے ہیں

پھر شام ڈوبے سورج سے کیا کہنا

کیا قید خانوں میں

سورج کی تلاشی ختم ہو جاتی ہے

یہ دن میں گھومنے والے

میری رات کیسے بن بیٹھے

Scanned by CamScanner

بکھری ہوں آنکھوں والے
لیکن ان کی آنکھوں کے گودام میں
میرے جیسے بے شمار گندم ہیں
بھوک کی نیّت ذخیرہ کرنے سے تو رہے
آگ کے ہاتھ پر
کوئی نہ کوئی چیز تو ضرور ہوتی ہے
تو پھر ثواب توبہ کے حوالے کر دوں
میرے عشق میرے بُت
صرف دُعاؤں کے لیے تو نہ تھے
میں نے کچھ اور مانگا اور پھر کچھ اور

آنکھ ہو کر رہ گئی ہوں
انسانوں کی نظر ایسے ہی لگتی ہے
اپنی آنکھ کے پاس رہنے سے
کیا عورت آوارہ ہوتی ہے

Scanned by CamScanner

کیا مندروں کی آوازوں پر جاگا نہیں کرتے
کیا مسجد کی اینٹ چرائی نہیں جا سکتی

اتنی تو دیانتی ہے مجھ میں
کوئی نظر آئے تو سجدہ کرتی ہوں
بھلا آنچل کا سجدے سے کیا تعلق
کہتے ہیں آنکھوں کے شور میں کیا لکھتی ہے
لکھ کیا رہی ہوں میں تو چل رہی ہوں
یہ گدلے لوگ کشول رکھنا نہیں جانتے
بس مورت سی ہنسی میں دفن ہیں
پانیوں کے مقدر میں بھنور ہوتا ہے
عورت کے مقدر میں ایک کے بعد دوسری چادر

زمین کا ساحل نہیں ہوتا
میں تو چلتے چلتے مٹی کو حاملہ کر دوں گی

Scanned by CamScanner

پھر بھی کوری رہ جاؤں گی
کاش مجھے کوئی لکھتا
یہ ٹھاٹھیں مارتے بندے
سمندر سے زیادہ ہو سکتے تھے
لہو کی سات پشتیں تو کوئی چہرہ نہیں رکھتیں
میں نے خاموش چاند کبھی نہیں دیکھا
نہ انسان کے ساحل پر نہ زمین کے ساحل پر
کسی روز اِس جسم کی بارگاہ سے نکل جاؤں گی
کون مانگے تو بہ سے انصاف
ہم سب رحم کے سیلاب میں مارے گئے
اور جسم کی صلیب پر چڑھائے گئے
دو آنکھیں دو قدم ایک زبان کیسے رکھتے
سمجھتے ہیں بہا دیں گے مجھے یہ
کنکروں میں جیسے میں نے انھیں سہا نہ ہو:

Scanned by CamScanner

یہ سارا کا قید خانہ ہے
تمہارے خدا کی دعا نہیں
جسے عرش سے گرنے کا ڈر ہو
یہاں سر جھکانے والے سے
دار کو محفوظ رکھا جاتا ہے
یہاں میری آنکھیں بچے نہیں جنتیں
نہ ہنسی سے گرو نہ آنکھ سے ہٹو
نہ قدم سے ہٹو
اپنے اپنے عذاب مجھے سنا دو
میں آنکھوں کو لاٹھیوں سے نہیں ہانکتی
میری قید چاند سورج پھینک چکی ہے
اور تمھاری آزادی زنجیروں کی صدا ہے
غافل آزاد ہے اور سہل
پتھروں میں ڈوب گئے
میں بٹی ہوئی رسّی نہیں

Scanned by CamScanner

بے لوث جھاڑی سہی
تماشے میری آنکھوں کے میدانوں میں ہوئے
دُھول اور پھر کشکول میں
مانگی جانے والی دُعائیں
گھر سے ڈری ہوئی عورت
کہیں نہ کہیں تو چلتی ہے
خواہ پیر کٹے یا عمر

یہ کون لوگ ہیں جو آگ کو
مٹّی سے چھوٹا سمجھ رہے ہیں
سِکّوں کی آوازیں میں نے کیوں گِنی تھیں
موت کا اعتبار نہیں آواز مجھے دیتے ہو
آنکھوں کی پیمائش سنگِ میل سے کرتے ہو
اپنے سوگ میں زبان کھول رہی ہوں
مری منڈیر سے رات اور سورج

Scanned by CamScanner

اکٹھے اُڑ گئے ہیں

اپنے ہاتھ میں چُن دی گئی ہوں

ہاتھ مِلاتے ہی گر جاتی ہوں

قدم کو مٹّی کی پھانسی دوں

آنکھ خاموش ہو نہیں سکتی

جسم کی تنخواہ ملتی نہیں

بُھوک کی لونڈی کو آزاد کر نہیں سکتی

دِل کی زبان تھوک نہیں سکتی

ہاتھ اکیلے پکنک مناتے نہیں

ہنسی مذاق چھوڑتی نہیں

مروت ہاتھوں میں چٹکی بجاتی رہتی ہے

صبر آگ دھوتا نہیں

انسان تو کنویں سے لوٹ آنے والی آواز ہے

پھر تو دھجیوں میں تروپے لگائے نہیں جا سکتے

Scanned by CamScanner

میں کوئی سمندر کی سوتیلی بہن تھی
جو میرے لئے لباس رکھا گیا
اور میری چال میں گالی رکھی گئی
دُکھ کی ڈولی اُٹھانے والے
کیا گھونگھٹ میں قید ہو گئے
شام سے وقفے میں ہاتھ جوڑے
پھر رات دن کے ہاتھوں مارا گیا
اور ڈوبتا سورج صبح ہوتے ہی
میرے . . . سے اُڑ گیا
میں دن بھر روتی اور رات بھر ہنستی

میری آگ کی کئی زبانیں تھیں
اناج کی میں پہلی قسم تھی
سو انسان کی قسم کھا سکتی تھی
میں نے ہاتھ سے وعدے پھینک دیئے

Scanned by CamScanner

اور آنکھ جنگل میں چُرائی

میری آگ کوڑے کرکٹ سے دُکھنے لگی ہے

تمھارے پاس دریا ہو تو پیاس کا وعدہ میں کرتی ہوں

رات ایک دُعا

کشکول میں گری تو ریزگاری بکھر گئی

موت کو میرا ذائقہ پڑھ جاتا

تو کپڑے کبھی نہ دھوتی

لیکن مجھے گِن لو تو اچھا ہے

تاکہ تمھارا کشکول پُورا ہو جائے

اب تو آنکھ بُری لگتی ہے

میں نے اُسے گود لیا تھا

یہ میری رانوں تک پھسل گئی

آنکھ خوری کے کتنے کنچے کھیلوں

قید میں صرف سلاخوں کی ہنسی گونجتی ہے

Scanned by CamScanner

کانٹے پہ کوئی موسم نہیں آتا

سات ستارے میں گِن چکی تھی
اور آٹھویں رات کا چاند مر گیا تھا
فقیر کے سِکّے زمین پر گرتے ہی
میں کشکول جتنی بڑی ہو گئی
اٹھنّی میں چُرا رہی تھی
کہ اٹھنّی مجھے چُرا رہی تھی
اب ہماری گُلّک اتنی بھر چکی تھی
کہ اُس میں جھنکار پیدا نہیں ہوتی تھی
میرا باپ اکثر عورت چُراتا

Scanned by CamScanner

اور اپنے بچّے ہار جاتا
ماں کے جینے کے لئے
بچّے کافی نہیں ہوتے
میں نے پھول خریدنے والا دیکھ لیا
ماں نے گھونگھٹ نکالا
تو میں نے چودہ پھول گنے
اور باپ سے مِلتے جلتے
آدمی کے پہلو میں جا سوئی
میری زُلفیں رات جتنی دراز ہو گئیں
میرے قدموں سے آواز آئی
میرے ہاتھوں میں اکنّی کی طرح رہو

میرے ہاتھوں سے بچّے جاتے رہے
میں بستر پر گڑی رہی
وہ مجھ سے کھیلتا رہا

Scanned by CamScanner

میں نے خالی آنکھوں سے آسمان دیکھا
اور ساری خدائی سمجھ گئی
میرا شوہر اب میرا آخری بچّہ تھا

بے اینٹوں کی دیوار سے میرے بھائی نے جھانکا تھا
اور اُس کی سانسوں میں چاند پھنس گیا تھا
لیکن!
میری سات سالہ عمر کے پاس کوئی حیرت نہ تھی
میری دعائیں مجھ سے علاوہ تھیں
میں خدا سے جسم کے علاوہ کچھ مانگ رہی تھی
حالانکہ میرا سایہ
ہمیشہ مٹّی سے سیراب رہتا تھا
میں نے انسان اور مٹّی کو
ہمیشہ مختلف رنگوں میں دیکھا
میری آنکھیں کبھی فرار نہیں ہوئیں

Scanned by CamScanner

آنکھیں نہ بہن رکھتیں ہیں اور نہ بیٹا
پہاڑ بھی مٹّی ہے !!
لیکن ہماری موج ساحلوں سے بھی ٹکراتی ہے
میں پہنچتی تھی زندگی کی موج تک
رات کی آخری چیخ مٹّی میں رہنے لگی
تو مجازی میرے گھر کے چراغ کی طرف بڑھا
میرا چراغ دیوار شکن ہے
آنکھ فروشی کرنی ہے تو اپنی بیٹی کے ساتھ
مگر ایک پیڑ کا سایہ بھی تو ایک ہی ہوتا ہے
محبّت ہے تو میری ماں کی آنکھیں
مجھ سے الگ کیوں ہوں
مٹّی کی صدا اگر موسم ہے
تو میں کیوں نہ باپ کے کپڑے اُتار دوں
ٹوٹے چاند کی چاندنی نہیں ہوتی
اسی طرح ہم آدھے لباس میں جیتے ہیں

Scanned by CamScanner

دن میں گم ہو جانے والے چاند کے دن
میرے بچے مجھ سے چھین لئے گئے
تو میں بغیر آسمان کے زمین پر بیٹھی تھی
آسمان ستاروں سے روتا
مجازی نے قرآن اٹھایا
چند دن بچہ میرا !
میں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ قرآن کیا ہے !!
اعتبار کیا !
میں بچے کے آنسوؤں کی طرح ہو گئی
اور ابھی تک آنکھوں کی طرح ہوں
اور ابھی تک مسلمان ہوں !

زندگی کی چھاؤں میں کوئی سورج نہیں ہے
دریا سمندر بن جاتا ہے میرا نہیں بنتا
نیند آنکھوں سے بھر گئی ہے

Scanned by CamScanner

میری ماں میرے جنم دن پر آنکھیں جلاتی ہے
میں ہاتھوں سے گری ہوئی دُعا ہوں
میرے چراغ سے لوگ اینٹ مانگتے ہیں
میری آنکھوں میں
ہاتھوں کا دُکھ جم کر رہ گیا ہے
کھوٹی زمین نظر آتی ہے
لیکن میں چھاؤں نہیں بو سکتی
میں آخری حد تک
انسان کی گواہی دیتی ہوں
مجازی اولاد دیکھتا!
اور میں اولاد کے علاوہ بھی
انسانوں میں پھنسی ہوئی ہوں
پھر ہر اپاہج بچّہ میرا ہی بچّہ تو ہے
پھر میں ذہنی اپاہج بچّوں سے محبت نہ کروں
مجھے آنکھوں میں سجنے کی ضرورت نہیں

Scanned by CamScanner

یہ پرندوں کو رٹنے والے لوگ
میرے ایک لمحے کی خیرات ہیں
یہ اتنے چھوٹے لوگ ہیں
کہ اپنی بیویوں کی ..... میں مر جاتے ہیں
سمندر ہونے کے لئے جسم کے دریا سے گزرنا پڑتا ہے
میں سمٹی ہوئی انگلیوں کا انسان نہیں چاہتی
دیوار پر دھوپ جم جائے
تو کپڑے سکھانے ہی پڑتے ہیں
میں نے ماں کو آخری نگاہ سے دیکھا
بن موسم کی شاخ جلائی
اور مٹی کا قد ناپا
میں ایک مکمل انسان نہیں تھی
انسان کی آنکھیں ہمیشہ کنواری رہتی ہیں
سو میں اپنی راتوں کا شمار نہیں کر سکتی
راکھ کتنے موسم رکھتی ہے ——
پچاس رنگوں کے لباسوں پہ ٹانکے لگاتی
شام پر سورج کا پہرہ اچھا نہ لگا

Scanned by CamScanner

میں نے رات کی چادر میں سورج کی دُعا مانگی

محبتوں کے دروازے پر آہٹ رہتی ہے
جس دن میرے ہاتھ تین ہوئے تھے
میرے آنچل پر سکوں کا پہرہ تھا
مجھے حاملہ آنچل کی قسم
میں اینٹوں کا مکان ہو گئی تھی
پھر بھی میدان ایک کُٹیا کی خواہش رکھتا
میں ایک قدم کی قسم
کھا سکتی تھی کسی تیرے قدم کے لئے
زمین انکار کی صورت ہاتھ آئی
ہم لباس کا رنگ جانتے تھے
جسم کا رنگ بھول چکے تھے

شاموں میں دوپہر نظر آئی

Scanned by CamScanner

جیسے ایک کمرے میں ہم نے چراغ بانٹ رکھا ہو
اُس کی آنکھوں کا رنگ پھیکا پڑتا
تو میں سمندر سے سورج نکال پھینکتی
اُس کی شرمندگی مجھے نگل رہی تھی
حیا میں، مَیں پھنس گئی تھی
ہم دونوں میں کبھی انسانی مکالمہ نہیں ہوا
وہ فُٹ پاتھ سے ڈرا ہوا تھا
ہم چراغ کی حدود تک ساتھ ساتھ تھے

سیڑھیوں میں ہی میں اپنے قدم بھول آئی
سرگوشیوں کا میں لباس پہنے ہوئے تھی
کہ بغیر قبر کے کُتبے کو میں نے پڑھا!
مٹّی ماں کہتی تھی
بغیر کفن کے میں ماں نہیں بنتی

Scanned by CamScanner

تو پھر میں بے کفن بچّے کی ماں بن گئی

دیکھنا! میرا مذہب ہو گیا

گھر کسی چھاؤں میں نہیں ہوتا

اور لہو کی صدا نہیں ہوتی

گلیاں بے قدم ہو جاتی ہیں

وہ لفظ فروش سا شخص

میرے قدموں کو جگا گیا

جُڑواں آنکھوں نے کب جنم لیا

ہمارا درد کونسا اکٹھا تھا

ہم ہاتھوں میں ضرورت رکھتے

ہم ننگوں کے پاس ایک ہی چادر تھی

سو ماں نے پیدا ہونے والے

بچّے کا نام راز رکھا

سمندر کی بیداری مٹّی کی خاموشی نے بھانپ لی

ہر شخص اپنے لئے ایک کمرہ رکھ چھوڑتا ہے

Scanned by CamScanner

اپنے تیسرے قدم کی خواہش
انسان اپنی تنہائیوں میں بھی نہیں دُہراتا
حالانکہ انسان رہتا ہی تیسرے قدم میں ہے ....

مجھے شوہر کی مُفلس نگاہوں سے
ایک لباس کی اُمید رہتی
کیونکہ!
مجھے خبر تھی کہ میں ایک ننگی بیوی ہوں .....
ننگی نہ ہوتی تو بے کفن بچّے کی ماں کیسے ہوتی
زمین سے ہٹوں تو تمھاری طرف آؤں
عالم اتنا کہ کتابوں میں دفن تھا
اُس سے بات کرنے کے لئے
مجھے اُسے قبر سے نکالنا پڑتا

چونی، اٹھنّی میرے انکار و اقرار تھے

ہم دونوں لیٹے تھے
کہ احساس ہوا ہمارے نیچے بچھی چادر مر گئی ہے ....
پیٹر کا سایہ مجھ سے ہمکلام ہوا
تیرا مرد چھاؤں سے چھوٹا ہے
سات پائی کوٹاس کرتے ہوئے، بولتی کم ہو!
ہاں کھوٹا سِکّہ چل گیا ہے
میں نے آنچل ہوا کے ہاتھ سے چھُڑایا
کمرہ اکیلا ہے اور انسان کا درد شدید ہے

میں نے مُردہ بچّے سے پہلی بات کی!
تیرے باپ نے آج تک ایسا شعر نہیں کہا
جسے تیرا کفن کہتی
پیدائش اور موت کے ایک گھنٹے بعد
میرے پاس پانچ روپے اور مُردہ بچّہ تھا
لاشہ سِکّوں کے عوض رکھا

Scanned by CamScanner

جنم کے سکّے تو مِل گئے موت کا سکّہ نہ مِلا
ثواب کماؤ!
اور اِس بچّے کی قبر کہیں بھی بنا دو
اِس کی اصل قبر تو میرے من میں ہے
میں قدم قدم گھر پہنچی!

کفن آنکھوں کے تھان بڑھا گیا
جس فرد کو دیکھتی قبر کی بُو آتی....
افسوس! مرد نہ جان سکا اُس کے نطفے کی قبر
کونسی ہے
میں گناہ اور ثواب میں رنگی باتیں کرتی
اور ایک ایک مرد سے پوچھتی، کفن کیسا ہوتا ہے!!
تو میرے پستانوں سے مُردہ دودھ بہنے لگتا
کیا... کی ماں بھی کفن ڈھونڈھ رہی ہے
مُردہ آنکھوں کی گواہی پر میں اپنے آپ کو رکھتی

Scanned by CamScanner

پھر مرد بھونکا، تم نے "میں ننگی چنگی" لکھی ہے
پھر اپنی رات میں ہماری چادر کیوں نہیں بچھاتیں
اور لوگ اپاہج لفظ سے تکیہ کرتے
میرے معصوم نے
شرم کے علاوہ عورت نہیں دیکھی تھی
ہر نوجوان اور بوڑھا پتہ
میرے لئے خاص موسم رکھتا
میں مٹی سارے موسم جان چکی تھی
تلاش صرف کفن کی تھی!

جنگل چراغوں سے نہیں بستا
اور نہ رات سے کوئی مرتا ہے
ہنسی میں انسان دفن ہونے لگے
تو چاند آسمان سا بین رکھتا ہے
میں ٹھہری مٹی کا کفن!

Scanned by CamScanner

ماں زمین سے دُور نکل آئی
آواز میں انسان گونج گیا
سو میں جنگل نہ جا سکی
سمندر کے قدم میرے قدموں سے آن ملے
اور چاند میں آنکھیں سُکھاتی رہی
میں خواب سے کپڑے پہنتی
اور جاگتے میں لُٹ جاتی
میرے گونگے بدن نے اشاروں کا لباس پہن لیا
وقت کے لئے میں اپنے دوستوں کی دائی تھی
یہ مجھ سے ... کے لئے مجھی سے اٹھنّی طلب کرتے
کونسی لڑکیاں جاگ گئی ہیں
جو جنم دِن کے بعد کنواری ہو جاتی ہیں
ان کی کوکھ سے قید جنم لیتی ہے
اور دار سے گھونگھٹ نکالتی ہیں
پی گیا دودھ سانپ

Scanned by CamScanner

آنکھوں کی مہندی رچاؤ
نہیں تو تمھارے بچّے بےکفن رہ جائیں گے
میں نے لباس فروخت کر دیا ہے
کل تمھارے پاس دوپٹے نہ ہوں،
تو سمجھ لینا میرے پاس پورا لباس نہ تھا
بدن کی گواہی پر مت رہنا!
آنکھوں میں بس رہنا!
قبر بن جانا!
کہ آزادی کی خاک ہونا بہتر....
یوں ہم نے ایک غیرت مند... تراشا!
سچ پوچھو تو پھول کتنی اذیّت میں ہے
کانٹے پر کوئی موسم نہیں آتا

Scanned by CamScanner

سائے کی خاموشی

سائے کی خاموشی صرف زمین سہتی ہے
کھوکھلا پیڑ نہیں یا کھوکھلی ہنسی نہیں
اور پھر انجان اپنی انجانی ہنسی میں ہنسا
قہقہے کا پتھر سنگریزوں میں تقسیم ہو گیا
سائے کی خاموشی
اور پھول نہیں سہتے!
تم!
سمندر کو لہروں میں ترتیب مت دو
کہ تم خود اپنی ترتیب نہیں جانتے!
تم!
زمین پہ چلنا کیا جانو!
کہ بُت کے دِل میں تمھیں دھڑکنا نہیں آتا

Scanned by CamScanner

ذِلّت کے گِرے دام تلے

ذِلّت کے گرے داموں سے اس نے اپنے آپ کو چنا
اور پھر کاغذ کی طرح دیکھنے لگی ـــــ
اس نے اپنے دل کے لہو میں سرخ پھول تیرنے کے
لیے چھوڑ دیا۔
وہ پھول کے دکھ میں بہکنے لگی۔
اور اندھیرے اپنی آنکھوں میں جمع کرتی رہی۔
اور وہ مفلس یوں تھی کہ ذلت کہیں بکتی نہ تھی۔
مردہ آنکھوں والے اس کی بینائی سے حاصلہ کیسے ہوتے
کہ اس کی ذلت ابھی کنواری تھی۔
اس کی چوڑیاں جب بھی ہنستیں تھیں۔ وہ لوٹ
جاتی تھی

وہ جب بھی شاخ کی طرح جھکتی اس کا ایک پھول ٹوٹ جاتا

وہ اپنے زہر میں بھی ایک بانسری ہے

وہ قدم قدم لحد لحد اترتی ہے اور روز قبر کی گواہی دیتی

ہے کاغذ چنتی ہے

وہ اپنے جسم کے تنے سے اپنے گرے پتے اٹھاتی ہے

اور روز اپنی بند مٹھی میں سسک کے رہ جاتی ہے

وہ سوچتی ہے !

کہ وہ انسان ہونے سے بہتر تو وہ گندم کا ایک پیڑ ہوتی

تو کوئی پرندہ چہچہاتا تو وہ اپنے موسم دیکھتی ۔

لیکن وہ مٹی ہے صرف مٹی ۔

وہ اپنے بدن سے روز کھلونے بناتی ہے

اور کھلونے سے زیادہ ٹوٹ جاتی ہے ۔

وہ کنواری ہے لیکن ذلت کا لگان سہتی ہے ۔

وہ ہماری ہے !

لیکن ہم بھی اسے اپنی دیواروں میں چن کے رکھتے ہیں

کہ ہمارے گھر اینٹوں سے بھی چھوٹے ہیں ۔

ناول ___ افسانے

گاڈ فادر	مائرو پزو
حاجی مراد	لیو ٹالسٹائی
اجنبی	البرٹ کامیو
جاپان کی عوامی کہانیاں	شفیع عقیل
کیتھارینا بلوم کی کھوئی ہوئی عزت	ہالنرش بول
ملحد کا اوور کوٹ	برپخت
سرنگ	ارنستو سباتو
پھانسی	آندریف
ٹیگور کے شاہکار افسانے	مرتب : اقبال قیصر
کلیات خلیل جبران	مرتب : ملک اشفاق
خلیل جبران کے شاہکار افسانے	مرتب : ملک اشفاق
شاہکار سندھی افسانے	مرتب : طاہر اصغر
عشق کے نمائندہ افسانے	مرتب : طاہر اصغر
خانماں برباد	سلمیٰ مسعود
نئی عورت	جیلانی بانو
گوری	اجیت کور
فالتو عورت	اجیت کور
دھوپ والا شہر	اجیت کور
پہلی اداسی	اجیت کور
ٹوٹتے بکھرتے لوگ	یوگیش کمار
ذلتوں کے مارے لوگ	فیودر دوستوئیفسکی
سدھارتھ	ہرمن ہیسے
ماں	میکسم گورکی
تین راہی	میکسم گورکی
تاریک راہوں کے مسافر	ہنری ڈی بالزاک
انسانیت صلیب پر	جارج برنارڈ شا

فکشن ہاؤس

۱۸۔ مزنگ روڈ، لاہور

Scanned by CamScanner